لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

فروری ۲۰۰۱ء　　　　تبلیغ ۱۳۸۰ ہش

پیشگوئی مصلح موعود

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃُ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM,** INC., AT THE LOCAL ADDRESS
31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address changes to:
THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226
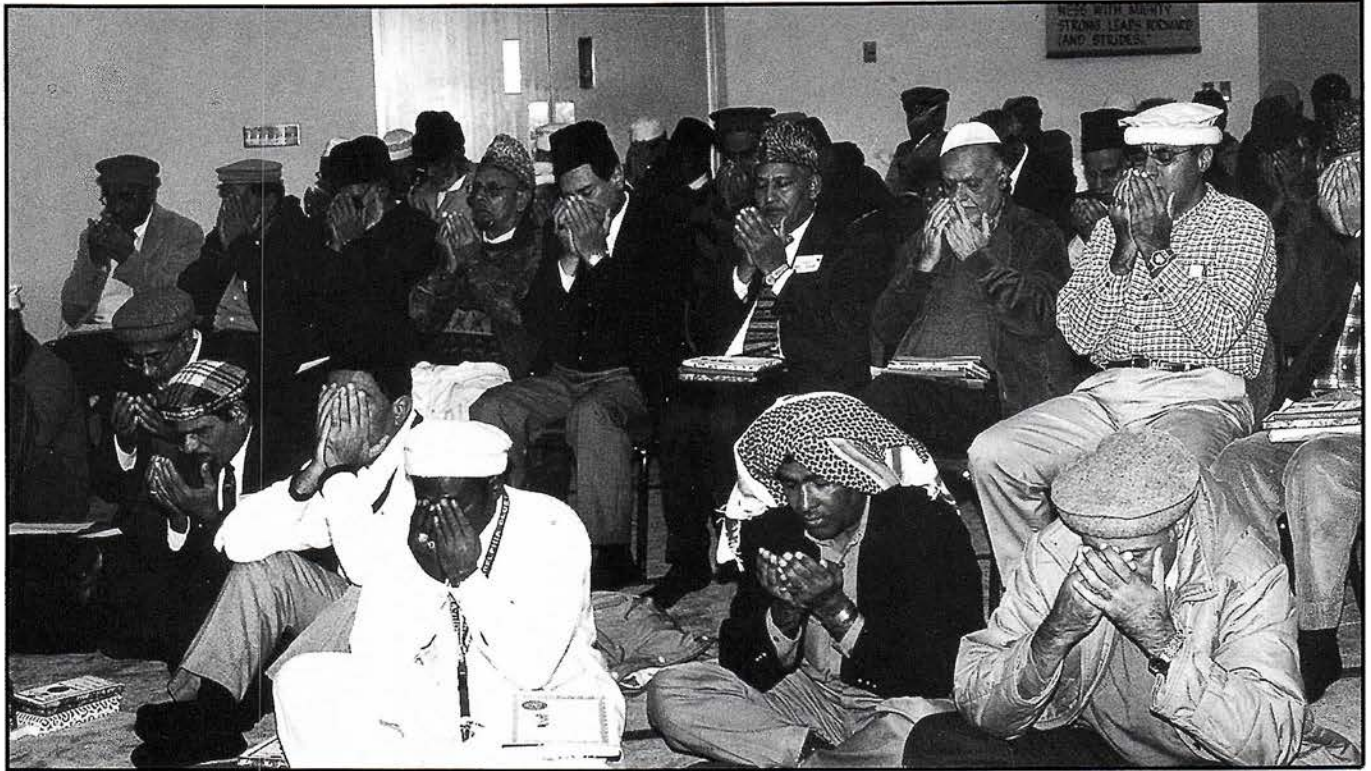
Respected Amir Sahib led participants in the concluding session with silent prayers on Sunday November 19, 2000

Participants of the 8th majlis-e-Shura and 19th Ijtema of Majlis Ansarullah, USA with Respected Amir Sahib

یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔

پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔ پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے جس کی خبر مسلم میں ہے۔ اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ شریعت اسلامی سے کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتداء کرو۔ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد دوسرا اجماع جو ہوا وہ وہی خلافت حقہ راشدہ کا سلسلہ ہے۔ خوب غور سے دیکھ لو اور تاریخ
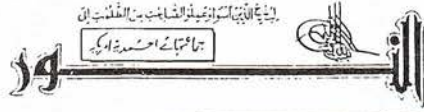
فروری ۲۰۰۱ء

تبلیغ ۱۳۸۰ ہش

فہرست مضامین

نگران: صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت امریکہ
ایڈیٹر: سید شمشاد احمد ناصر

القرآن الحکیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿١﴾

ا۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿٢﴾

۲۔ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿٣﴾

۳۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا، اور وہی ان کے رب کی طرف سے کامل سچائی ہے، اُن کے عیوب کو وہ دور کر دے گا اور ان کا حال درست کر دے گا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿٤﴾

۴۔ یہ اس لئے ہوگا کہ وہ جنہوں نے کفر کیا انہوں نے جھوٹ کی پیروی کی اور وہ جو ایمان لائے انہوں نے اپنے ربّ کی طرف سے آنے والے حق کی پیروی کی۔ اسی طرح اللہ لوگوں کے سامنے ان کی مثالیں بیان کرتا ہے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمرؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

"یَنْزِلُ عِیْسٰی بْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ" (مشکوۃ باب نزول عیسیٰ)

(ترجمہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے اور ان کو اولاد دی جائے گی۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا کہ مسیح موعود شادی کریں گے۔ اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا جو نیکی کے لحاظ سے اپنے باپ کے مشابہ ہوگا نہ کہ مخالف، اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا"۔

(ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۸)

پیشگوئی مُصلح موعود کا مُہتمّ بالشّان ظہُور

پیشگوئی میں بنیادی صفت نور ہی بتائی گئی ہے باقی خواص اسکے گرد گھومتے ہیں

۱۹۶۵ء کے سالانہ جلسہ کے اختتامی اجلاس سے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نوّر اللہ مرقدہٗ کے روح پرور خطاب سے ایک حصہ

آپ نے فرمایا :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مصلح موعود .... کی ولادت پر جو اشتہار دیا اس میں یہ لکھا کہ کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی کہ نو سال کی معیاد میں جس مصلح موعود نے پیدا ہونا تھا آیا وہ یہی لڑکا ہے یا کوئی اور ہے - چنانچہ جب .... یہ انکشاف ہو گیا تو .... (آپ) نے "سراج منیر" میں اس کا اعلان فرمادیا کہ یہی لڑکا مصلح موعود ہے -

○ (آپ نے) بتایا کہ اس پیشگوئی میں مصلح موعود کی بنیادی صفت نور بتائی گئی ہے. باقی تمام خواص اس کے گرد گھومتے ہیں اور گذشتہ باون برس میں ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ انوار الٰہی بارش کی طرح (آپ) کے مقدس وجود کے ذریعے نازل ہوتے رہے. ہم نے آپ کی ہر حرکت اور سکون میں خدا تعالیٰ کا نور دیکھا - آپ کے ذریعے بہت سے اخبار غیبیہ ظاہر ہوئے روحانی علوم و معارف کا اظہار ہوا - آپ کے اخلاقِ فاضلہ سے اور آپ کے فیضِ محبت سے ہم نے بہت سی روحانی برکات حاصل کیں غرضیکہ خدا تعالیٰ شاہد ہے کہ ہم سے رخصت ہونے والا ہمارا آقا اور محبوب واقعی الٰہی نوروں میں سے ایک نور تھا جو ۱۴۔ مارچ ۱۴ء کو ہمارے اُفق پر طلوع ہوا. اور ۸- نومبر ۶۵ء کی صبح کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق آسمان کی طرف اٹھایا گیا -

○ پیشگوئی مصلح موعود میں دوسری اہم بات یہ بتائی گئی تھی کہ

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

یہ اس لئے کہ "تا دین .... کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

سو ہم میں سے ہزاروں اور لاکھوں نے خود مشاہدہ کیا کہ قرآن کریم کی سچّی متابعت کے فیض سے علم الٰہی کے عجیب و غریب نکات و معارف آپ پر کھلنے لگے - اور دقیق معارف ابرنیساں کے رنگ میں برسنے لگے -

تفسیر کبیر اور دیگر کتب تفسیر میں آپ نے جو اچھوتے علوم و معارف بیان فرمائے وہ اپنی کمیّت اور کیفیّت میں ایسے کامل مرتبہ پر واقع ہیں جو یقیناً خارق عادت ہیں - اور جن کا مقابلہ کرنا کسی کے لئے ممکن نہیں - آپ کو (دین) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے جو قوتیں بخشی گئی تھیں ان کو دنیا پر ثابت کرنے کے لئے آپ نے متعدد بار للکارا مگر کوئی نہ تھا جو آپ کے مقابلہ پر آنے کی جرأت کرتا -

..... حضرت مصلح موعود نے قرآنِ مجید کی تفسیر کے طور پر جو تالیفات فرمائیں وہ کم و بیش آٹھ دس ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس کے علاوہ (آپ) نے روحانیت۔ اخلاق۔ سیرۃ اور سوانح فقہ۔ سیاسیات اور احمدیت کے مخصوص مسائل پر جو کتب و رسائل تحریر فرمائے ان کی میزان ۲۲۵ سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ پھر کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے دنیا کی مشہور زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم بھی ضروری تھے۔ سو اس کی طرف بھی آپ نے خاص توجہ فرمائی چنانچہ انگریزی ترجمہ و تفسیر کے علاوہ جرمن اور ڈچ زبان میں بھی قرآن کریم کے ترجمے شائع کئے۔ ڈینش زبان میں سات پاروں کا ترجمہ معہ مختصر تفسیری نوٹ شائع ہو چکا ہے۔ مشرقی افریقہ کی سواحیلی زبان میں بھی ترجمہ معہ تفسیر شائع ہو چکا ہے۔ یوگنڈی زبان میں پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ مع تفسیری نوٹ شائع ہوا ہے۔ مغربی افریقہ کے لئے بھی پہلے پارہ کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ فرانسیسی۔ ہسپانوی۔ اٹیلین۔ روسی اور پرتگیزی زبانوں میں بھی تراجم تیار ہو چکے ہیں اور ان پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ انڈونیشین زبان میں بھی دس پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹ مکمل ہو چکا ہے۔

○ پھر (آپ) نے دنیا بھر میں (بیوت) تعمیر کرنے کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ چنانچہ دنیا کے متعدد ممالک میں جن میں یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ اور ایشیا کے مختلف ممالک شامل ہیں۔ اس وقت تک ۲۸۹ (بیوت) تعمیر ہو چکی ہیں اور متعدد دیگر ممالک میں بھی (بیوت) زیر تعمیر ہیں۔

اس وقت تک جن ممالک میں احمدی مبلغین کے ذریعے (دین حق) کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ انکی مجموعی تعداد ۴۱ ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی مخلص احمدی جماعتیں موجود ہیں۔ جو ہر رنگ میں روحانی نعمتوں سے مالا مال ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں سرشار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور انہیں سچی خوابوں سے مشرف کیا جاتا ہے۔

○ پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ:-

"ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔"

قرآنی محاورہ میں روح اس کلامِ الٰہی کو بھی کہتے ہیں جو اُخروی حیات کا سبب اور ذریعہ ہے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ یہ مرتبۂ عالیہ بھی حضرت مصلح موعود..... کو حاصل ہوا۔ چنانچہ سرسری تحقیق سے جو علم حاصل ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (آپ) کی رؤیائے صالحہ اور کشوف کی مجموعی تعداد کم و بیش پانچ صد ہے اور الہامات کی تعداد ۸۸ ہے۔

○ پھر اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ مردِ مومن کا عزم توکّل کی بنیادوں پر بلند ہوتا ہے اور خدا شاہد ہے اور ہم سب اس کے گواہ ہیں کہ ہمارا محبوب توکّل کے بھی بلند مقام پر فائز تھا۔ نامساعد حالات میں بھی ایسی خوشحالی سے دن گذارے کہ گویا ان کے پاس ہزارہا خزائن موجود ہیں۔ تنگی کی حالت میں بھی بکمال کشادہ دلی اپنے مولا کریم پر بھروسہ رکھا۔ ایثار

آپ کا مشرب تھا اور خدمتِ خلق آپکی عادت تھی۔ ہزارہا غرباء کو سہارا دیا۔ یتیموں کی پرورش کی۔ بے سہارا طلباء کو تعلیم دلوائی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اگر سارا جہان بھی آپ کا عیال ہوتا تب بھی آپ کے دل میں کوئی انقباض پیدا نہ ہوتا۔ خدا خود آپ کے کاموں کا کارساز اور آپ کا متولّی تھا۔ جیسا کہ ۵۳ء میں ہم نے اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا جب آپ مسند۔۔۔ پر رونق افروز ہوئے تو جماعت کے اکابر کا ایک حصّہ ساتھ چھوڑ چکا تھا اور خزانہ خالی تھا۔ مگر آپ کا دل ایک لمحہ کیلئے بھی نہ گھبرایا۔ اور جب آپ اپنے مولا کو پیارے ہوئے تو دنیا کے طول و عرض میں لاکھوں دل آپ کی یاد میں تڑپے۔ لاکھوں روحیں آپ کی بلندئ درجات کے لئے دعائیں کرتی ہوئی اپنے رب کے حضور جھکیں اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے آپ ایک بھرا ہوا خزانہ اور ایثار پیشہ قوم چھوڑ گئے۔ ربوہ کی اس سرزمین کا ذرّہ ذرّہ جسے آپ نے اپنے آنسوؤں اور اپنے خون سے سینچا آپ کی اولوالعزمی پر گواہ ہے۔

○ پھر خدا نے فرمایا تھا کہ: "وہ دل کا حلیم ہوگا"

یعنی وہ صفاتِ باری کا مظہر ہوگا اور تمام صفاتِ حسنہ سے متصّف ہوگا۔ اور ہم میں سے ہزاروں اس بات پر گواہ ہیں کہ ہمارا آقا اور ہمارا محبوب مصلح موعود اسی زمرۂ ابرار میں شامل تھا۔

(روزنامہ الفضل ۲۴۔ فروری ۱۹۶۶ء)

لمبا عرصہ خدمات دینیہ سرانجام دینے والے مخلص اور فدائی مربی سلسلہ

محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب وفات پاگئے

آپ کو چار براعظموں میں بے لوث خدمات کی سعادت حاصل ہوئی

بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ احباب جماعت کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے قدیمی، مخلص اور لمبا عرصہ تک خدمات بجالانے والے مربی سلسلہ محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مورخہ 7 جنوری 2001ء بروز اتوار گیارہ بجے رات بعمر 79 سال لاہور میں انتقال فرما گئے۔ ۸ جنوری 4 بجے صبح ان کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ محترم مولانا موصوف کو کافی عرصہ سے دل کی تکلیف تھی اس سے پہلے دل کے دو حملے ہو چکے تھے۔ اپنے نواسے کی شادی کے سلسلہ میں ربوہ سے لاہور تشریف لے گئے تھے جہاں اچانک دل کا تیسرا اٹیک ہوا جس کی وجہ سے آپ اپنے حقیقی آقا و مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

خدمات سلسلہ: محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے کئی شعبہ جات میں ایک لمبا عرصہ تک خدمات بجالاتے رہے۔ آپ 25 ستمبر 1922ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم میاں سراج الدین صاحب نے 1916ء میں احمدیت قبول کی۔ آپ نے مدرسہ احمدیہ جامعہ احمدیہ جامعہ واقفین قادیان اور جامعۃ المبشرین میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور پھر بی اے کی ڈگری بھی حاصل کی۔ آپ کی پہلی تقرری بطور مربی سلسلہ گولڈ کوسٹ (موجودہ غانا) میں ہوئی جہاں 1951ء سے 1955 تک رہے۔ پھر چار سال تک دفتر تبشیر ربوہ میں کام کیا۔ 1959ء تا 1970ء تین سال تک بطور مربی اور آٹھ سال بطور امیر و مربی انچارج غانا خدمات سرانجام دیں نیز 1965ء تا 1970ء بطور زونل انچارج مربی افریقہ زون خدمات سرانجام دیں۔ 1970ء تا 1972ء حدیقۃ المبشرین کے پہلے سیکرٹری رہے۔ 1972ء تا 1975ء دوبارہ غانا میں امیر اور مربی انچارج کے فرائض انجام دیئے۔ 1975ء تا 1977ء سیکرٹری مجلس نصرت جہاں رہے۔ 31۔ اگست 1977ء کو واشنگٹن تشریف لے گئے۔ 1979ء تا 1980ء بطور مربی ویسٹ کوسٹ امریکہ کام کیا۔ 1981ء تا دسمبر 1983ء بطور امیر و مربی انچارج امریکہ کے خدمات سرانجام دیں۔ اپریل 1984ء تا اگست 1985ء وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ اور اگست 1985ء تا دسمبر 1985ء قائمقام پرنسپل کے خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو جرمنی میں بطور مربی انچارج لمبا عرصہ کام کرنے کا بھی موقع ملا۔ 1998ء میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے ریٹائر ہو گئے۔

مکرم یعقوب احمد صاحب

وہ علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا

حضرت مصلح موعود کے علمی کارنامے

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مسیح موعود کی مبشر اولاد میں سے 'وہ اولوالعزم فرزند ارجمند ہیں۔ جن کی خبر آسمانی نوشتوں میں موجود ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مامور بنا کر مبعوث کیا' تو آپ کو پیشگوئیوں کے مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری دی گئی کہ آپ کو ایک فرزند ارجمند عطا کیا جائے گا' جو بہت سی صفات محمودہ کا حامل ہو گا۔ چنانچہ آپ نے الہام الٰہی سے خبر پا کر اس فرزند موعود کی پیشگوئی کو' اس کی ولادت سے پہلے ہی شائع کر دیا۔ جس میں آپ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کا مصداق ٹھہرنے والے فرزند کی خوبیوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ زیر نظر عنوان کی مناسبت سے خاکسار نے اس پیشگوئی سے ایک دو جملوں کا انتخاب کیا ہے' جو ذیل میں درج کرتا ہوں۔

"........وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا........ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا........"

(تذکرہ طبع چہارم ص 139)

ان الفاظ کی روشنی میں ہم یہاں نہایت اختصار کے ساتھ اس فرزند موعود کے علمی کارناموں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ کے علمی کمالات کا بحر بیکراں اتنا عمیق و وسیع ہے کہ اس کی تہہ سے موتی نکال کر لانا آسان کام نہیں ہے۔ تاہم یہ ناچیز اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے' ایک ادنیٰ سی کوشش کر رہا ہے۔

ظاہری تعلیم

اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ فرزند موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہی ہیں۔ آپ نے 1944ء میں باقاعدہ منشاء الٰہی کے تحت اپنے "مصلح موعود" ہونے کا اعلان کیا تھا۔ اب اس پر بھی نظر رہے کہ اس پسر موعود کی دنیاوی تعلیم کیا تھی؟ جس کے بارے میں الہام الٰہی میں آیا ہے۔

...... علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا.......

وہ روایتی انداز میں ہائی سکول میں داخل ہوئے تھے' مگر ہائی سکول کا آخری امتحان پاس کئے بغیر ہی تعلیم کو چھوڑ کر خدمت دین میں مشغول ہو گئے۔ یہ بات اس لئے تحریر کی ہے تاکہ ہر صاحب فہم و ذکا پر روشن ہو جائے کہ فی الواقع آپ کے علمی کارنامے محض الٰہی تصرف اور علم لدنی کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئے۔ آں موصوف نے اپنی تعلیمی حالت کا ذکر اپنی کتاب "ملائکۃ اللہ" میں یوں فرمایا ہے۔

"میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ ہر دفعہ فیل ہی ہوتا رہا ہوں۔ مگر اب میں خدا کے فضل سے کہتا ہوں کہ کسی علم کا مدعی آجائے' ایسے علم کا مدعی آجائے' جس کا میں نے نام بھی نہ سنا ہو اور وہ اپنی باتیں میرے سامنے مقابلہ کے طور پر پیش کرے اور میں اسے لاجواب نہ کر دوں' تو جو اس کا جی چاہے کہے۔ ضرورت کے وقت پر علم خدا مجھے سکھاتا ہے اور کوئی شخص نہیں ہے جو مقابلے میں ٹھہر سکے........"

(ملائکۃ اللہ ص 53' ایڈیشن 1956ء)

تصانیف

حضرت مصلح موعود کے مذکورہ ارشاد کو زیر نظر لانے کے بعد ہم آپ کے علمی کارناموں کا ایک جائزہ پیش کرنے کی ایک ناتمام سعی کرتے ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد دو صد سے زائد ہے۔ آپ کے ذریعے پیشگوئی کے متعلقہ الفاظ کس شان سے پورے ہوئے اور کس شان کے علمی کارنامے آپ نے سرانجام دیئے۔ اس کے لئے اوّل ہم ان موضوعات کی ایک فہرست تحریر کرتے ہیں' جن سے متعلق آپ کی نادر تصانیف کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ بعدہٗ آپ کی بعض چیدہ چیدہ تصانیف کا تذکرہ کیا جائے گا۔ لیجئے! موضوعات کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔

(1) دینی و مذہبی تصانیف (2) دعوت الی اللہ سے متعلق تصانیف (3) اصلاحی و اخلاقی تصانیف (4) سیاسی تصانیف (5) اقتصادی و عمرانی مسائل پر تصانیف (6) تاریخی و سوانحی تصانیف (7) دہریت اور عیسائیت کے باب میں تصانیف (8) ہندومت' آریہ دھرم اور سکھ پنتھ کے بارے میں تصانیف (9) فلسفیانہ تصانیف (10) تصوف و الٰہیات سے متعلق تصانیف (11) مذہب اور سائنس کے بارے میں تصانیف (12) مخالفین رسول ؐ کے جوابات (13) زمینداروں کے مسائل کے بارے میں (14) تحریک کشمیر پر (15) خواتین کے مسائل (16) قیام و استحکام پاکستان (17) سرمایہ داری اور کمیونزم وغیرہ پر۔

اس مختصر جائزے میں یہ ممکن نہیں کہ مذکورہ موضوعات کا احاطہ کیا جا سکے۔ اس لئے ہم نے نمونے کے لئے چند خالص علمی کارناموں کو پیش کرنے کے لئے چنا ہے۔ تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ فی الواقع وہ "پسر موعود" علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا گیا تھا اور یہ کہ اسے سراسر علم لدنی عطا کیا گیا تھا۔ اس لئے کہ اس نے دنیا کی کسی درس گاہ سے کوئی قابل ذکر تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔

خدمت قرآن

سب سے پہلے آپ کے علمی و روحانی کارنامے۔ تفسیر القرآن۔ کا ذکر کیا جاتا ہے' جو "تفسیر کبیر" اور "تفسیر صغیر" دو ناموں سے موسوم ہے۔ اسے پڑھ کر اپنے اور بیگانے نہ صرف آپ کی قرآنی تحقیق و فہم کے قائل

ہوئے' بلکہ اعتراف کرتے ہیں کہ اس تفسیر نے اہل علم کے لئے قرآنی علوم و معارف کے نئے نئے بطون وا کئے ہیں اور ان عظیم الشان پیشگوئیوں کا انکشاف کیا ہے۔ جو زمانہ حاضر سے متعلق ہیں۔

تفسیر کبیر

یہ دس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اگرچہ پورے قرآن مجید پر محیط نہیں ہے' مگر مطالب و معارف اور مضامین کے تنوع کے لحاظ سے قرآن مجید کے اصول و فروع کو سمجھنے کے لئے جامع رہنمائی کا کام دیتی ہے۔ آیات و مسائل کے حل کرنے کے لئے ایسی راہیں متعین کرتی ہے کہ اس کی نظیر تلاش کرنا ممکن نہیں۔ اس تفسیر کے چند ایک انکشاف نمونے کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

کچھ سال گزرے ایک امریکن ماہر علم الافلاک 'ڈاکٹر پرسی' نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا کہ عیسائیوں کا مذہبی تہوار "کرسمس" مقررہ تاریخ سے سات سال بعد منانا شروع کیا گیا۔ ڈاکٹر پرسی کا یہ انکشاف معاصر روزنامہ جنگ لاہور کے شمارہ 20 دسمبر 1984ء کے آخری صفحے پر ان الفاظ میں شائع ہوا۔

"لندن (رائٹر) حضرت مسیحؑ کا یوم ولادت ان کی ولادت کی تاریخ کے مقابلے میں سات سال تاخیر سے منایا جاتا ہے۔ ایک ماہر علم الافلاک کی تحقیق کے مطابق بیت اللحم میں حضرت مسیحؑ کی ولادت کے موقع پر مجوسیوں (دانشوروں) کو بیت اللحم کے اس اصطبل تک رہنمائی کرنے والا ستارہ تقریباً دو ہزار سال قبل نمودار ہوا تھا۔ امریکی اخبار "ٹائمز" کو ماہر علم الافلاک ڈاکٹر پرسی نے بتایا کہ ان کی تحقیق کے مطابق وہ پراسرار روشنی جسے مسیحؑ کا ستارہ ولادت تصور کیا جاتا ہے زحل اور مشتری کے اتصال سے پیدا ہوئی تھی اور ان کا علم انہیں یہ ماننے پر مجبور کر رہا ہے کہ یہ اتصال اور ستاروں کا ایک سمت پر چلنے والا واقعہ سات سال قبل مسیح 15 ستمبر کو ہوا۔ مسٹر پرسی کے مطابق قرون وسطیٰ کے غلط کیلنڈر (تقویم) سے سن عیسوی کا آغاز بھی غلط ہوا۔ ڈاکٹر پرسی کے مطابق عموماً مشتری اور زحل کا اتصال 179 سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور 20 دسمبر 1984ء)

یاد رہے کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا زمانہ' وہ بتایا گیا ہے' جب کھجور کا پھل پکتا ہے۔ قرآنی بیان کی تصدیق کے لئے 'پسر موعود' نے جو قرآنی علوم کے ماہر اور روحانی فیوض کے حامل ہیں' بڑی شرح و بسط سے 1958ء یعنی 1984ء سے 26 سال پیشتر اپنی محققانہ تفسیر کبیر جلد چہارم میں "سورہ مریم" کی آیت 26 کی تفسیر لکھتے ہوئے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآنی بیان مبنی بر صداقت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش جولائی کے اواخر یا اگست کے اوائل میں ہوئی۔

قرآن مجید ابدی صداقتوں کا خزینہ ہے۔ اس کے نزول پر پندرہ سو سال ہونے کو آئے ہیں۔ اس عرصے میں ہم نے بارہا اس کی صداقتوں کو آفتاب کی طرح چمکتا ہوا دیکھا ہے۔ اس سلسلے میں تفسیر کبیر کا ایک اور حوالہ یہاں نقل کیا جاتا ہے' جس کا تعلق دور حاضر سے ہے۔ حضرت مصلح موعود نے سورہ انبیاء کی آیت 106 کی تفسیر کے دوران مسئلہ فلسطین کی طرف نہایت لطیف اشارہ فرمایا ہے۔

"عبادی الصّٰلحون کے ہاتھ میں (ارض مقدس کا قبضہ) کس طرح رہا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عارضی طور پر قبضہ پہلے بھی دو دفعہ نکل چکا ہے اور عارضی طور پر اب بھی نکلا ہے۔ اور جب ہم کہتے ہیں کہ "عارضی طور پر" تو لازماً اس کے یہ معنے ہیں کہ پھر لازماً مسلمان فلسطین میں جائیں گے اور بادشاہ ہوں گے اور لازماً اس کے یہ معنے ہیں کہ پھر یہود وہاں سے نکالے جائیں گے۔ اور لازماً اس کے یہ معنے ہیں کہ سارا نظام جس کو یو۔ این۔ او اور امریکہ کی مدد سے قائم کیا جارہا ہے' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے گا کہ وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجادیں اور پھر اس جگہ پر لاکر مسلمانوں کو بسائیں گے۔ حدیثوں میں بھی یہ پیشگوئی آئی ہے۔ حدیثوں میں یہ ذکر ہے کہ فلسطین کے علاقے میں اسلامی لشکر آئے گا اور یہودی اس سے بھاگ کر پتھروں کے پیچھے چھپ جائیں گے اور جب کوئی مسلمان سپاہی کسی پتھر کے پاس سے گزرے گا' تو وہ پتھر کہے گا کہ اے مسلمان! خدا کے سپاہی' میرے پیچھے ایک یہودی کافر چھپا ہوا ہے اس کو مار۔ .... رسول کریم پیشگوئی فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں یہودی اس ملک پر قابض ہوں گے۔ مگر خدا پھر مسلمانوں کو غلبہ دے گا اور اسلامی لشکر اس ملک میں داخل ہوں گے اور یہودیوں کو چن چن کر چٹانوں کے پیچھے ماریں گے...... مستقل طور پر' تو فلسطین عبادی الصّٰلحون کے ہاتھ میں رہنی ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے عبادی الصّٰلحون محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کے لوگ لازماً اس ملک میں جائیں گے۔ نہ امریکہ کے ایٹم بم کچھ کرسکتے ہیں نہ ایچ۔ بی کچھ کر سکتے ہیں نہ روس کی مدد کچھ کرسکتی ہے۔ یہ خدا کی تقدیر ہے۔ یہ تو ہو کر رہنی ہے چاہے دنیا کتنا زور لگالے۔"

(تفسیر کبیر جلد چہارم ص 576 مطبوعہ 1958ء)

قرآن مجید میں ایک ترکیب "بنی اسرائیل" آئی ہے۔ ایک جگہ صرف "اسرائیل" کا کلمہ بھی استعمال ہوا ہے۔ ایک دفعہ اس عاجز نے لفظ "اسرائیل" کی تحقیق کے لئے دور حاضر کے بعض نامور مفسرین کی تفسیروں کا مطالعہ کیا' تو میری تشفی نہ ہوئی۔ کوئی آدھی درجن تفسیروں کی ورق گردانی کے بعد بھی تشنگی کا سامان نہ ہوا' تو میں نے "تفسیر کبیر" جلد اول کی طرف رجوع کیا' تو وہاں "اسرائیل" کے بارے میں کوئی تین صفحوں پر مشتمل تفسیر و تحقیق پڑھنے کو ملی۔

خاکسار اہل نظر سے گزارش کرتا ہے کہ وہ تفسیر کبیر' جلد اول ص 350 تا ص 352 کا خود مطالعہ کریں' اس کے بعد دیگر تفاسیر کے ساتھ موازنہ کرلیں' تو معیار خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔

غیروں کا اعتراف

اب چند ایسے حوالے تحریر کئے جاتے ہیں' جن سے یہ ثابت ہو گا کہ غیر از جماعت دانشور بھی حضرت مصلح موعود کے علمی ذوق اور قرآن دانی کے معترف ہیں۔

1- مولانا ظفر علی خاں' ایڈیٹر اخبار "زمیندار" لاہور' رقمطراز ہیں۔

"..... تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے۔ تم نے تو کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔"

(ایک خوفناک سازش' از مولانا مظہر علی اظہر ص 196)

4 مارچ 1927ء کو لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ یہ جلسہ شاعر مشرق علامہ اقبال کی صدارت میں ہوا' جس میں حضرت مصلح موعود نے ایک تقریر فرمائی۔ اس تقریر کے بعد صدر جلسہ علامہ اقبال نے حاضرین سے اپنے نہایت مختصر خطاب کے دوران فرمایا۔

"....ایسی پر از معلومات تقریر بہت عرصے کے بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے۔ خاص کر جو قرآن شریف کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ تو نہایت ہی عمدہ ہے۔ میں اپنی تقریر کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا۔ تا مجھے اس تقریر سے جو لذت حاصل ہو رہی ہے، وہ زائل نہ ہو جائے۔"

(الفضل 15 مارچ 1927ء)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مدیر صدق جدید لکھنؤ نے اپنے رسالے کی ایک اشاعت میں حضرت مصلح موعود کو ان کی رحلت کے بعد ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

"قرآن و علوم قرآن کی عالمگیر اشاعت اور (-) کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں، ان کا اللہ انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی، جو تشریح، تبیین اور ترجمانی وہ کر گئے ہیں، اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔"

(صدق جدید، لکھنؤ 18 نومبر 1965ء)

تفسیر کبیر کے علاوہ حضرت مصلح موعود نے مکمل قرآن مجید کا ایک بامحاورہ اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ جو مختصر تفسیری حواشی سے مزین ہے۔ اسے بھی دانشور طبقے نے قرآن فہمی کے لئے ایک مثالی ترجمہ قرار دیا ہے۔ یہ ترجمہ تفسیر صغیر کے نام سے چھپ چکا ہے۔

بعض اہم تصانیف

تفسیر و ترجمہ قرآن مجید کے علاوہ آپ کا عطا کردہ ایک علمی و روحانی گنجینہ بھی ہے۔ آپ نے اس کے ذریعے دور حاضر کے بعض پیچیدہ مسائل کا حل نہایت عمدگی سے عام فہم انداز میں تحریر فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی بعض تصانیف کا اختصار سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ان تصانیف میں سے اس وقت ہمارے پیش نظر "اسلام میں اختلافات کا آغاز"، "اسلام کا اقتصادی نظام" اور اور "نظام نو" ہے۔

"اسلام میں اختلافات کا آغاز" یہ ایسا موضوع ہے کہ اس پر اظہار خیال کرنا یا کچھ لکھنا بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ مگر حضرت مصلح موعود نے نہایت عمدگی اور ذہانت سے اس عنوان کا حق ادا کیا ہے۔ آپ نے 26 فروری 1919ء کو اسلامیہ کالج لاہور میں مشہور مورخ سید عبدالقادر صاحب ایم۔اے پروفیسر شعبہ تاریخ کی صدارت میں اپنا مذکورہ لیکچر پیش کیا، جو بعد میں اہل شوق کے تقاضے پر کتابی صورت میں پیش کیا گیا۔ اس لیکچر کی علمی حیثیت اور تاریخی اہمیت سے متعلق پروفیسر مذکور نے ان الفاظ میں اپنے صدارتی خطاب میں ارشاد فرمایا۔

"فاضل باپ کے فاضل بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کا نام نامی اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ یہ تقریر نہایت عالمانہ ہے۔ مجھے بھی اسلامی تاریخ سے کچھ شُدبُد ہے اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان بہت تھوڑے مورخ ہیں، جو حضرت عثمانؓ کے عہد کے اختلافات کی تہہ تک پہنچ سکے ہیں اور اس مہلک اور پہلی خانہ جنگی کے فتنہ کے اسباب سمجھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف خانہ جنگی کے فتنہ کے اسباب سمجھنے میں کامیابی ہوئی ہے بلکہ انہوں نے نہایت واضح اور مسلسل پیرائے میں ان واقعات کو بیان فرمایا ہے۔ جن کی وجہ سے ایوان خلافت مدت تک تزلزل میں رہا۔ میرا خیال ہے ایسا مدلل مضمون اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے نہیں گزرا ہوگا۔

(پیش لفظ کتاب مذکور)

"اسلام کا اقتصادی نظام" ملکوں کے امن و امان اور تعمیر و ترقی میں اقتصادی و معاشی حالت کو ہمیشہ مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ آج کی ترقی یافتہ ریاستیں اس دعوے کی منہ بولتی دلیل ہیں۔ مگر ان کی اقتصادی ترقی نے ان کی روحانی حالت کو ازبس بگاڑ دیا ہے۔ ان حالات کو دیکھ کر بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اقتصادی حالات کے سنورنے سے انسان صرف مادی طور پر ترقی کر سکتا ہے اور اس کے لئے وہ یورپ اور اشتراکی ملکوں اور امریکہ وغیرہ کی مثال پیش کرتے ہیں۔ مگر ایسے حالات میں قرآن نے جو اقتصادی نظام پیش کیا ہے، اہل عالم کو اس کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ وہ مادی اور روحانی دونوں پہلوؤں میں مساوی ترقی کے مواقع پیش کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود نے، دنیا کی اسی ضرورت کے تحت 1945ء میں "احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن" کے زیر انتظام لاہور میں ایک علمی لیکچر "اسلام کا اقتصادی نظام" کے عنوان پر دیا۔ اس لیکچر کے سننے کے لئے احمدی احباب کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں مسلم اور غیر مسلم معززین تشریف لائے۔ جن کی اکثریت تعلیم یافتہ تھی اور پنجاب یونیورسٹی کے طلبہ اور اساتذہ خصوصاً اس موقعے پر موجود تھے۔ اس تقریر کی صدارت ایک ہندو سکالر مسٹر رام چند چندہ، ایڈووکیٹ، لاہور ہائی کورٹ نے کی۔ یہ تقریر تقریباً اڑھائی گھنٹے جاری رہی اور تقریر کے دوران حاضرین کے وفور شوق کا عالم دیدنی تھا۔ صدر جلسہ نے تقریر کے بعد اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسی قیمتی تقریر سننے کا موقعہ ملا۔ مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ تحریک احمدیہ ترقی کر رہی ہے اور نمایاں ترقی کر رہی ہے۔ جو تقریر اس وقت آپ لوگوں نے سنی ہے اس کے اندر نہایت قیمتی اور نئی نئی باتیں حضرت امام جماعت احمدیہ نے بیان فرمائی ہیں۔ جماعت احمدیہ (دین) کی وہ تفسیر پیش کرتی ہے، جو اس ملک کے لئے نہایت مفید ہے۔ پہلے تو میں یہ سمجھتا تھا اور یہ میری غلطی تھی کہ (دین) اپنے قوانین میں صرف مسلمانوں کا ہی خیال رکھتا ہے غیر مسلموں کا کوئی لحاظ نہیں رکھتا۔ مگر آج حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ (دین) تمام انسانوں میں مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔"

(دیباچہ اسلام کا اقتصادی نظام)

"نظام نو" دنیا کی اکثر ریاستیں سرمایہ دارانہ نظام کے تحت چلتی آ رہی تھیں، مگر جب انسانی شعور نے کروٹ بدلی اور اس نے محسوس کیا کہ سرمایہ دار مظلوم مزدور کا خون پیتا ہے، تو اس نظام کی کوکھ سے اشتراکی نظام نے جنم لیا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد جب اس نظام سے بھی عوام بددل ہو کر ظلم و ستم کا نشانہ بننے لگے، تو ان حالات کو سدھارنے اور امن و سلامتی کی فضا کو قائم رکھنے کے لئے 1942ء میں جماعت احمدیہ کے امام حضرت مصلح موعود نے اہل عالم کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک "نظام نو" عطا کیا۔ یہ ایک ایسا اقتصادی نظام مہیا کرتا ہے کہ خلوص نیت سے اگر اسلامی ریاستیں اسے اپنا لیں، تو نہ صرف ان کے اقتصادی مسائل حل ہو جائیں گے، بلکہ فضا بھی ہموار ہو جائے گی اور عوام الناس خوشحال ہو کر پرامن زندگی گزاریں گے۔ اس کتاب میں آپ نے قرآن کے اقتصادی نظام کی تفصیلات پیش کرتے ہوئے سرمایہ دارانہ نظام حیات اور اشتراکی نظام کا قرآنی نظام حیات

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا

پیشگوئی مصلح موعود اور اس کے مصداق کا حلفیہ بیان

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی عمر پچاس سال سے زائد ہو چکی تھی۔ آپ نے دین حق کی حمایت میں دلائل کے انبار لگا دیئے تھے اور ہر چہار جانب آپ کی خاطر خدا تعالیٰ کے نشانات روز رونما ہو رہے تھے۔ مگر آپ قدیم نوشتوں میں مذکور پیشگوئی کے مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسے نشان کے متمنی تھے جو عالمگیر حیثیت کا حامل ہو اور سورج کی طرح مشرق و مغرب پر چمکے اور آپ کے مشن میں براہ راست ممد و معاون ہو۔

آپ کے بے چین اور بے قرار دل کی کیفیت سے عالم الغیب خدا خوب واقف تھا۔ اس قلب تپاں کو سکون دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضور کو جنوری 1886ء میں ہوشیار پور میں خلوت گزیں ہو کر دعائیں کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضور ہوشیار پور میں طویلہ شیخ مہر علی صاحب کے ایک بالاخانے میں فروکش ہوئے اور پوری خلوت نشینی اختیار فرماتے ہوئے چلہ کشی کی...... اس مجاہدۂ عظیمہ کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بھاری بشارات عطا فرمائیں۔ اور آپ کی ذریت و نسل اور تخم سے پیدا ہونے والے ایک پسر موعود اور مصلح موعود کی خبر دی۔ حضور نے اس پیشگوئی کی الہامی تفصیل 20۔ فروری 1886ء کے اشتہار میں درج کی اور تحریر کیا کہ خدا نے مجھے اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور تا وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین (......) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ یہ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ (......) ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول و الآخر مظہر الحق و العلاء...... جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیا۔"

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر بھی دی گئی کہ

"ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

(اشتہار 22۔ مارچ 1886ء)

12۔ جنوری 1889ء کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ولادت ہوئی۔ اسی دن حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں دس شرائط بیعت شائع کرتے ہوئے اطلاع دی کہ۔

"خدائے عزوجل نے...... اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہو گا...... سو آج 12۔ جنوری 1889ء میں مطابق 9۔ جمادی الاول 1306ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی"

(تبلیغ رسالت جلد اول ص 147)

اپنے اس وعدہ کے مطابق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بعد میں شائع ہوالی کئی کتب میں پر زور

طریق سے دنیا کو اطلاع دی کہ 20۔ فروری 1886ء کی پیشگوئی کا مصداق یہی فرزند ہے جس کا نام محمود ہے۔ مثلاً حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر 1888ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری 1889ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترہویں سال میں ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص360)

پیشگوئی کے مطابق موعود بچہ پیدا تو ہو گیا۔ مگر اس پیشگوئی کا منتہا محض ایک بیٹے کی ولادت نہ تھا۔ یہ تو نقطہ آغاز تھا اس بچے کے ذریعہ رونما ہونے والے عظیم الشان انقلاب کا جس کی طرف پیشگوئی میں مذکور پچاس سے زائد علامتیں انگلیاں اٹھا رہی تھیں۔ لیکن اہل بصیرت کی نگاہیں مستقبل کے دھندلکوں سے پار ہوتے ہوئے اس کے مصلح موعود ہونے کی شہادت دے کر اس کے سامنے ادب اور احترام سے جھک رہی تھیں۔ جوں جوں وہ بچہ شعور کی عمر میں قدم بڑھاتا گیا اس کے خفیہ جوہر بیدار ہونے لگے۔ اس نے تیزی کے ساتھ بلندیوں کی جانب پاؤں اٹھائے یہاں تک کہ خدا کی تقدیر نے اسے جماعت احمدیہ کی امامت کے منصب پر فائز کر دیا۔ اب اس نے ایک جہان کو ساتھ لے کر فاتحانہ قیادت شروع کی۔ اس پر جتنا بوجھ ڈالا گیا وہ اتنی ہی شان کے ساتھ سرخرو ہوا۔ دین کی عظمت اور توحید کے قیام کی خاطر اس نے بے پناہ دکھ اٹھائے اور گھائل کر دینے والی محنت اور دل پگھلا دینے والی دعاؤں کے ساتھ وہ ہر میدان اور ہر ملک میں اپنا جھنڈا گاڑتا رہا۔ اہل بصیرت نے دیکھا کہ مصلح موعود کی علامات ایک ایک کر کے اس کی ذات میں پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ چنانچہ پہلے آہستہ آہستہ اور پھر برملا اسے مصلح موعود کہا جانے لگا مگر خود اس نے کبھی صراحتاً یہ دعویٰ نہ کیا کہ میں ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوں۔

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پچیس سال کی عمر میں جماعت کے امام بنے تھے۔ اس واقعہ پر تیس سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور باوجود آپ کی ذات میں تمام علامات پوری ہو جانے کے مخالفین کے ایک حصہ کا یہ اصرار تھا کہ اگر وہی مصلح موعود ہیں تو خدا سے الہام پا کر یہ دعویٰ کریں...... آخر خدا نے اپنی تقدیر خاص کے ماتحت حضور پر اس حقیقت کا واضح انکشاف فرما دیا۔ یہ 5 اور 6۔ جنوری 1944ء کی درمیانی شب کا ذکر ہے حضور لاہور میں مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کی کوٹھی 13۔ ٹمپل روڈ پر فروکش تھے کہ ایک عظیم الشان رؤیا کے ذریعہ آپ کو یہ بتایا گیا کہ آپ ہی 20۔ فروری 1886ء میں مذکور پسر موعود اور مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ اس رؤیا کے قریباً تین ہفتے بعد 28۔ جنوری کو بیت الاقصیٰ قادیان میں تاریخی خطبہ جمعہ میں اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا "وہ پیشگوئی جو مصلح موعود کے لئے تھی خدا تعالیٰ نے میری ہی ذات کے لئے مقدر کی ہوئی تھی"

یہ دعویٰ مذہبی دنیا میں زبردست تہلکہ مچا دینے والا واقعہ تھا اور اس نشان رحمت کی عظمت اور اہمیت تقاضا کرتی تھی کہ بیرونی دنیا میں عموماً اور سرزمین ہند کے اکناف میں خصوصاً اس نشان کو نمایاں طور پر پیش کیا جائے چنانچہ اس مقصد کے لئے ہوشیار پور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں پبلک جلسے منعقد کئے گئے۔ ہر جلسہ میں حضرت مصلح موعود نے اپنے تفصیلی خطاب میں پر شوکت الفاظ میں اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے ہوئے اس میں بیان کردہ علامات اپنے اوپر چسپاں کر کے دکھائیں۔ مثلاً دہلی کے جلسہ میں فرمایا:

"میں خدا سے خبر پا کر اعلان کرتا ہوں کہ وہ پیشگوئی جس کا ذکر حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) نے 20۔ فروری 1886ء کے اشتہار میں فرمایا تھا پوری ہو گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے اطلاع دی کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق میں ہی ہوں۔ میں اس خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ یہ رؤیا جس کا ذکر میں نے کیا ہے خدا نے مجھے بتایا ہے میں نے خود نہیں بنایا۔ اگر میں اس بیان میں سچا ہوں اور آسمان اور زمین کا خدا شاہد ہے کہ میں سچا ہوں تو یاد رکھنا چاہئے کہ...... ایک دن آئے گا جب ساری دنیا پر اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شان کے ساتھ (دین حق) کی حکومت قائم ہو جائے گی جیسا کہ پہلی صدیوں میں ہوئی تھی"

(فرقان اپریل 1944ء)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی زندگی کا خاکہ تو پہلے ہی دین کی محبت سے بنایا گیا تھا۔ اس خدائی انکشاف نے اس میں اور دلآویز رنگ بھر دئے۔ آپ کی رفتار میں اور زیادہ تیزی اور شدت پیدا ہو گئی۔ اس دعویٰ کے بعد آپ نے قریباً بائیس سال کی عمر پائی۔ آپ پر چڑھنے والا ہر نیا دن آپ کی کامیابیوں اور کامرانیوں کی بشارت لے کر آتا تھا اور ہر رات آپ کو فتح و ظفر کی نوید دیتی تھی۔ آپ جلد جلد بڑھے، قوموں کی رستگاری کا موجب ہوئے۔ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کیا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائی۔ قوموں نے آپ سے برکت حاصل کی اور تب آپ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔

☆☆☆☆☆☆

صفحہ ۱۰ سے آگے

سے ایک تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے ہر دو مذکورہ نظاموں کے نقصانات کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ قرآن اور جدید تحریکات کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے اس کا مطالعہ کرنا یقیناً فکر انگیز ہو گا۔ بلکہ امریکہ نے جو "نظام جہان نو" کا آوازہ چند سال پہلے بلند کیا تھا، وہ بھی اسی کے سامنے ہیچ ہے۔ اس لئے کہ دینی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا جانے والا "نظام نو" سوسائٹی کے ہر طبقے کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ کسی طاقتور امریکہ کو کسی کمزور عراق پر حملہ آور ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔

الغرض حضرت مصلح موعود نے دو صد کے قریب جو کتب تصنیف فرمائی ہیں، وہ سب کی سب اپنے اندر انسانی فلاح و بہبود، مظلوم کے حقوق کی حفاظت اور ہر انسانی طبقے کی حفاظت کی ضمانت کے اصول رکھتی ہیں۔ آجکل یہ کتب "فضل عمر فاؤنڈیشن" کے تحت بیس جلدوں میں "انوار العلوم" کے نام سے طبع ہو رہی ہیں۔ امید ہے کہ احباب ان سے پورا پورا استفادہ کریں گے۔

خانہ کعبہ وہ پہلا گھر ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایاگیا۔ یہ ایک ہی گھر ہے جہاں تمام دنیا کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں ۔جس طرح ابتداء میں بنی نوع انسان کوا کٹھاکرنے کے لئے یہ گھربنایا گیا تھا اسی طرح اس کی غرض یہ ہے کہ روحانی لحاظ سے بھی تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا جائے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ ہوگا

(خلاصہ خطبہ عیدالاضحی ۱۷/مارچ ۲۰۰۰ء)۔(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۷/مارچ ۲۰۰۰ء)

اسلام آباد ۔ٹلفورڈ(۱۷/مارچ ۲۰۰۰ء):سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ عیدالاضحیٰ اسلام آباد میں ارشاد فرمایا جہاں کثیر تعداد میں احباب و خواتین نماز عید کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے سنت نبوی کے مطابق پہلے دو رکعات نماز عید کی پڑھائیں اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ آل عمران کی آیات ۹۶ تا ۹۸ کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ ان آیات کریمہ میں جو بات خصوصیت سے قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کرو جو مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ حضور نے فرمایا کہ شرک ایک ایسی بات ہے کہ کسی کو اس گھر کے ساتھ شرک وابستہ کرنے کی اجازت نہیں ورنہ تمام بنی نوع انسان کا برابر حق ہے کہ وہ یہاں آئیں اور اللہ کا ان پر حق ہے کہ وہ اس گھر کے گرد گھومیں اور ابراہیم کے مناسک ادا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں فرمایا گیا ہے کہ پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا کمال ہے کہ بکۃ کا لفظ استعمال فرمایا۔ مکۃ کو بکّہ کب کہا جاتا تھا اس کی بہت پرانی تاریخ ہے۔ ان آیات میں ذکر ہے کہ اس میں بہت سے کھلے کھلے نشانات ہیں اور مَقَام اِبْرَاھِیم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مُقَام اور مَقَام میں فرق ہے۔ مَقَام کسی ظاہری جگہ کو نہیں کہتے بلکہ مرتبہ کو کہتے ہیں۔ تو حضرت ابراہیمؑ کے جو نشانات وہاں ہیں وہ آپ کے مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے پھیلے پڑے ہیں نہ کہ کوئی ایسی معین جگہ ہے کہ جہاں حضرت ابراہیمؑ نے مصلّی بنایا اور وہاں اس کا مقام ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم مَقَامِ اِبْرَاھِیم کہتا ہے لیکن لوگ غلطی سے اس کا ترجمہ مُقَام کر لیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے میں نے مختلف آیات چنی ہیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے پہلے سورۃ البقرہ کی آیات ۱۲۸ تا ۱۳۰ پیش کرتے ہوئے ساتھ ساتھ قابل وضاحت امور کی ضروری تفصیل بیان فرمائی۔ ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی ان دعاؤں کا ذکر ہے جو آپ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت کر رہے تھے۔ انہی میں وہ دعا ہے جو آنحضرت ﷺ کی ولادت اور بعثت کے متعلق ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دعا بہت گہری حکمت اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہ آیت جو ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے طور پر تین جگہ قرآن کریم میں آئی ہے اور تینوں جگہ ترتیب یہی ہے۔ مگر قرآن کریم میں سورۃ الجمعہ میں جہاں اس دعا کی قبولیت کا ذکر ہے وہاں اس کی ترتیب بدل دی ہے۔ چنانچہ سورۃ الجمعہ کی آیات ۲ تا ۵ کی تلاوت کرتے ہوئے حضور نے اس ترتیب کی تبدیلی میں حکمت کو تفصیل سے واضح فرمایا اور بتایا کہ جس کا تزکیہ ہو وہی

علم و حکمت سیکھا کرتا ہے ۔ اس لئے تعلیم کتاب و حکمت سے پہلے تلاوت آیات کے نتیجہ میں تزکیہ کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے الفاظ میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا بھی ذکر فرمایا۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ ابراہیم کی آیات ۳۶، ۳۷ کی تلاوت اور ترجمہ پیش فرمایا۔ اس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس بلد کو امن کی جگہ بنانے کی دعا مانگی ہے۔

ایک دوسری آیت میں یہ دعا ہے کہ اس جگہ کو امن والا شہر بنادے۔ وہ اُس وقت کی دعا ہے جب ابھی وہ ایک چٹیل جگہ تھی اور شہر نہیں بنا تھا اور اِس جگہ اس موقعہ کی دعا کا ذکر ہے جب وہاں شہر آباد ہو چکا تھا۔ بعد ازاں حضور انور نے سورۃ الصافات آیات ۱۰۱ تا ۱۱۲ کا ذکر فرمایا جن میں حضرت ابراہیمؑ کے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہونے والے واقعہ کا ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کی کسی ایک صحیح حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم نے ایک مینڈھے کو ذبح کیا مگر دوسری روایات میں یہ موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ذبح عظیم سے واضح یہ مراد یہ سمجھتے تھے کہ آپؐ کے زمانے میں جب کثرت سے مسلمانوں کا ذبح عظیم ہو گا۔ ابراہیم کی نسل کا، محمد رسول اللہ کے متبعین کا ذبح عظیم ہونا ہے۔ یہ عظیم ذبح ہے جس کے بدلے اسماعیل کو زندہ کیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے سنن ابن ماجہ میں مذکور ایک روایت کے حوالہ سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک نہایت خستہ حال سواری پر اور ایسی چادر میں حج کیا جس کی مالیت چار درھم کے برابر یا اس سے بھی کم تھی اور یہ دعا کی کہ اے میرے رب اس حج میں کوئی ریاکاری اور شہرت طلبی مقصود نہیں۔

اس کے بعد حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات و فرمودات پڑھکر سنائے جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام و مرتبہ اور آپ کی عظیم الشان قربانی کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ الہاماً آپ کو بھی ابراہیم کہا گیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کہا تو ابراہیمی شان بھی آپ کی ذات کے اندر پوری کر کے دکھائی۔ آخر پر حضور ایدہ اللہ نے حضرت محی الدین ابن عربی کے ایک کشف کا ذکر بھی فرمایا جس سے خانہ کعبہ کے بہت قدیم زمانہ سے موجود ہونے کا استدلال ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کو البیت العتیق کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بہت پرانا گھر ہے۔ یہ گھر جس طرح ابتداء میں بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے کے لئے بنایا گیا تھا اسی طرح اس کی غرض یہ ہے کہ روحانی لحاظ سے بھی تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا جائے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ ہو گا۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے سب جماعتوں کو عید مبارک کا پیغام دیا اور فرمایا کہ عید مبارک کے بہت سے پیغامات مل رہے ہیں اور خواہش کے باوجود بھی میں آپ کو انفرادی طور پر جواب نہیں بھجوا سکتا۔ حضور نے ایم ٹی اے کے توسط سے ساری عالمگیر جماعت کو عید مبارک کا پیغام دیا اور خصوصیت سے شہداء احمدیت کے پسماندگان اور اسیران راہ مولا کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر دعا کروائی اور پھر جمعہ کی اذان کے بعد حضور نے مختصر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور پھر نماز جمعہ و عصر جمع کر کے پڑھائی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

آج نماز عید اور خطبہ عید الاضحیٰ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے کچھ وقفہ کے بعد مختصر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت سورج نصف النہار سے ڈھل چکا تھا اور قریباً ساڑھے بارہ بجے کا وقت تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عام دستور تو یہی ہے کہ جب سورج نصف النہار پر ہو تو نماز پڑھنے کی ممانعت ہے لیکن احادیث میں ہے کہ جمعہ کے روز نصف النہار کے وقت بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ نے سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ کی دو روایتیں پڑھ کر سنائیں۔ حضرت ابو قتادہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جمعہ کے دن کے علاوہ نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ اسی طرح ایاس بن سلمہ بن الرکوع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھ کر چلے جاتے تھے اور دیواروں کا کوئی سایہ نہیں ہوتا تھا۔

انسان کو چاہئے کہ نماز میں ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا تعالیٰ سے بہت مانگے اور بہت توبہ استغفار کرے

نماز کی اہمیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح نماز پڑھنی سکھائی اور اس تعلق میں قدم قدم پر دعائیں سکھائیں ان کا احادیث نبویہ کے حوالے سے تذکرہ اور احباب کو نصائح

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۹؍جون ۲۰۰۰ء ۹؍احسان ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام بادکروئزناخ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿قُلِ ادْعُو اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ . اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى . وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاً﴾۔(سورة بنی اسرائيل آيت ۱۱۱)

تُو کہہ دے کہ خواہ اللہ کو پکارو خواہ رحمان کو۔ جس نام سے بھی تُم پکارو سب اچھے نام اُسی کے ہیں۔ اور اپنی نماز نہ بہت اُونچی آواز میں پڑھو اور نہ اُسے بہت دھیما کرو اور اِن کے درمیان کی راہ اختیار کرو۔

یہ جو سلسلۂ خطبات ہے یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں سے متعلق ہے۔ دن رات، صبح وشام، اٹھتے بیٹھتے، آپ نے اپنے لئے، اپنی امت کے لئے دعائیں کی ہیں، قیامت تک کے لئے، یہ وہی مضمون ہے جو اب بھی جاری رہے گا۔ آج چونکہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے اس لئے جو بھی خدام سن رہے ہیں وہ توجہ دیں کیونکہ آج نماز کی اہمیت سے متعلق یہ خطبہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں جس طرح نماز پڑھنی سکھائی اور قدم قدم کی دعائیں بتائیں ان سب دعاؤں کا مضمون ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ نماز والے حصہ کو خصوصیت کے ساتھ خدام ذہن نشین کریں، دل میں جگہ دیں اور کبھی بھی نماز کی اہمیت کو نہ بھولیں۔

ایک حدیث بخاری کتاب الاذان سے لی گئی ہے۔ عن جابر بن عبداللہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دعا کرے اے اللہ! جو اس کامل دعوۃ اور قائم ہونے والی نماز کا رب ہے تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا کر اور آپ کو اس مقام محمود پہ فائز کر دے جس کا تو نے آپؐ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ تو قیامت کے روز اس کے لئے میری شفاعت جائز ہو گی۔

یہ وہ الفاظ ہیں جو ہمیشہ اذان سننے کے بعد پڑھتے ہیں۔ ابھی بھی اٹھنے سے پہلے میں نے انہی الفاظ میں دعا کی تھی۔ تو اب میں اصل الفاظ آپ کے سامنے پھر رکھتا ہوں کوئی مشکل نہیں ہے، اس کو آسانی سے یاد کیا جا سکتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّداً الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْداً الَّذِیْ وَعَدْتَہٗ ۔ یہ دعا کے الفاظ ہیں۔ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت جائز ہو جائے گی۔

ایک حدیث مسلم کتاب الصلوٰۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مؤذن کی اذان سنتے ہوئے یہ دعا پڑھی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ تنہا ہے یعنی ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ سے بطور رب اور محمدؐ سے بطور رسول اور اسلام سے بطور دین راضی ہوں تو اس کے تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

”یہ تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں“ سے مراد یہ ہے کہ اس وقت تک انسان نے جو گناہ کئے ہیں اگر وہ خلوص نیت سے یہ دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ از سر نو اس کا حساب شروع کردے گا۔ ہر اذان کے وقت ایک وقت آتا ہے جب ہمارے گناہ بخشے جا سکتے ہیں اور پھر اگلی اذان سے پہلے پہلے انسان پھر بھی اپنے دل کو میلا کرتا چلا جاتا ہے پھر خدا کی طرف سے یہ رحمت اترتی ہے، پھر اترتی ہے پھر رات کو تہجد کے وقت بھی انسان کے لئے موقع ہے کہ اپنے دل کو پاک و صاف کرتا رہے۔

ایک روایت سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تعلیم دی کہ میں مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھوں اے اللہ یہ تیری رات کی آمد اور تیرے دن کی واپسی کا وقت ہے اور یہ تجھے پکارنے والوں کی آوازیں ہیں۔ پس تو میری مغفرت فرما۔ (سنن ابی داؤد. کتاب الصلوٰۃ باب ما یقول عند اذان المغرب)

پس جو آواز انسان سنتا ہے مغرب کے وقت دن ختم ہو رہا ہے، رات آنے والی ہے، تو پکارنے والوں کی آوازیں انسان کو یاد دلاتی ہیں کہ اللہ ہم پر رحم فرما اور ہماری مغفرت فرما۔

ایک حدیث ترمذی کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امین بنایا گیا ہے۔ اے اللہ! اماموں کو ہدایت پر قائم رکھ اور مؤذنوں کی مغفرت فرما۔

'امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن کو امین بنایا گیا ہے'۔ امام ضامن ہوتا ہے تمام مقتدیوں کا، اس کی دعاؤں میں مقتدیوں کی دعائیں بھی شامل ہو جاتی ہیں اس لئے امام کو ضامن فرما دیا۔ وہ ذمہ دار ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی اور اپنے مقتدیوں کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور 'مؤذن امین ہے' اس نے ایک پیغام امانت کے ساتھ دوسروں تک پہنچا دیا۔ اور 'مؤذنوں کے لئے مغفرت فرما' انہوں نے امانت کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے فضل سے بخش دے۔

مسند احمد بن حنبل جلد ۳ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے اور اس روایت کے متعلق لکھا ہے کہ پوچھنے پر پتہ چلا کہ مرفوع ہے یعنی آنحضرت ﷺ تک سند پہنچی تھی۔ اور آپؐ ہی نے یہ فرمایا تھا۔ ابو سعید رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے نماز کے لئے نکلتے وقت یہ دعا کی: "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرنے والوں اور اپنے پیچھے چلنے والوں کے حق میں سوال کرتا ہوں"۔ پیچھے چلنے والوں سے مراد اہل و عیال اور اولاد تمام جو نمازیوں کو دیکھ کر نمازی بن جایا کرتے ہیں، وہ سب مراد ہیں۔ 'اور میں شر، کبر اور ریاء اور لوگوں کی تعریف سننے کی غرض سے نہیں نکلا'۔ یعنی تو جانتا ہے کہ میرا دل اس بات سے پاک ہے کہ میں جارہا ہوں تو کوئی مجھے دیکھے، سمجھے کہ بہت بڑا نمازی جارہا ہے۔ میں ان چیزوں سے پاک ہوں اور تو ہی جانتا ہے کہ میں پاک نہیں ہوں، تو مجھے پاک کر دے۔ 'میں تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا کا طالب ہو کر نکلا ہوں۔ میں تجھ سے اس بات کا طالب ہوں کہ تو مجھے آگ کے عذاب سے بچا اور مجھے میرے گناہ بخش دے کیونکہ صرف تو ہی گناہ بخش سکتا ہے'۔

اب وضو کے بعد کی ایک دعا ہے عن عمر بن الخطاب۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر یہ دعا کی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور مجھے پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے بنا۔ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ وہ ان میں سے جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو۔

(ترمذی ابواب الطہارۃ باب مایقال بعد الوضوء)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں آٹھ دروازوں سے کیا مراد ہے، اس کا وضو سے کیا تعلق ہے۔ تو اس پر میں نے گن کر دیکھا تو پہلے ہاتھ دھوتے ہیں یہ ایک، وضو کے وقت پہلے ہاتھ کی صفائی سے کلی کرنا دوسرا، ناک میں پانی ڈالنا تیسرا، سارا چہرہ دھونا چوتھا، کہنیوں تک بازو دھونا یہ پانچواں ہے اور سر کا مسح یہ چھٹا ہے اور پھر گدی سمیت گردن پر ہاتھ پھیرنا یہ پیچھے کی طرف جو ہاتھ پھیرنا ہے یہ ساتویں حرکت ہے اس میں اور ٹخنوں تک پاؤں دھونا آٹھواں ہے۔ یہ سارے جو اعمال ہیں کرتے وقت اگر خلوص نیت ہو اور انسان پاکیزگی کے لئے عمل کرتا ہے جو بدنی پاکیزگی نہیں بلکہ روحانی پاکیزگی بھی ہے تو فرمایا اسکے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔

پھر یہ کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو، ہر شخص کے اپنے رجحانات ہوتے ہیں اور بعض لوگ خاص بعض وضو کی حرکتوں کے وقت، وضو کرتے وقت بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں تو کوئی بعید نہیں کہ اس سے یہ مراد ہو مگر اس میں وضاحت موجود نہیں کہ ہر دروازہ سے داخل ہو کیا مراد ہے۔ جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔ لیکن دروازوں کے متعلق میں یہ وضاحت کر دوں کہ کوئی ایسے Gate نہیں ہیں جو جنت میں لگے ہوئے ہیں کوئی اس Gate میں سے جارہا ہے، کوئی اس Gate میں سے جارہا ہے۔ یہ ایک روحانی تمثیلی کلام ہے صرف اور اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمارا شوق بڑھانے کی خاطر، توجہ دلانے کی خاطر ان سب چیزوں کو ایک تسلسل سے بیان کیا ہے مگر ظاہری طور پر وہاں کوئی ایسے Gate نہیں ہونگے۔ اسی دنیا میں ہم اپنی جنت بناتے ہیں اور وہ Gate کھول دیتے ہیں اپنے لئے۔ تو کیسی جنت بناتے ہیں کس طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں، کونسی نیکیاں کرتے وقت زیادہ یاد کرتے ہیں خدا تعالیٰ کو۔

یہ وہ مضمون ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔

ایک حدیث ہے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب مسجد میں داخل ہونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے: "اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، اللہ کے رسول پر سلامتی ہو۔اے میرے اللہ! میرے گناہ بخش اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔اور جب آپ مسجد سے نکلنے لگتے تو یہ دعا مانگتے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رسول پر سلامتی ہو۔ اے میرے اللہ! میرے گناہ بخش اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔(مسند احمد حدیث فاطمة بنت رسول اللهﷺ)

تو جاتے وقت رحمت کی دعا ہے، نکلتے وقت فضل کی دعا ہے۔رحمت سے مراد روحانی برکتیں ہیں ساری اور فضل سے مراد روحانی برکتوں کے حصول کے بعد جو اللہ تعالیٰ رزق کے راستے کھولتا ہے انسان اپنے اپنے کاموں میں واپس جاتا ہے تو اس کو فضل کہا جاتا ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے کیسی بر محل اور بر موقع دعائیں جانے کی الگ اور آنے کی الگ سکھائی ہیں اور ان سب میں بڑی گہری حکمت ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کلام کو بہت گہری نظر سے پڑھنا چاہئے کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جو کسی حکمت سے خالی ہو۔

ایک حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنن نسائی میں مذکور ہے۔بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز شروع کرتے تو تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں یہ آپ تکبیر اور قراءت کی خاموشی میں کیا پڑھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈال دی ہے۔اے اللہ مجھے خطاؤں سے ایسے پاک فرمادے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔اے اللہ! میری خطاؤں کو مجھ سے برف اور پانی اور اولوں سے دھو ڈال۔(سنن نسائی کتاب الطهارة)

ایک حدیث ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو سنن ترمذی سے لی گئی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب رکوع کرے تو رکوع میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھے۔اس طرح اس کا رکوع مکمل ہو جائے گا اور جب سجدہ کرے تو سجدہ میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے تو اس کا سجدہ مکمل ہو جائے گا۔(سنن ترمذی کتاب الصلوة)

یہ کم سے کم مراد ہے اور زیادہ سے زیادہ وہ کثرت سے دعائیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے رکوع میں مانگی ہیں، سجدہ میں بھی مانگی ہیں۔ لیکن اگر کوئی عام سادہ آدمی صرف تین دفعہ پر ہی اکتفا کرے اور اس کے بعد سَمِعَ اللّٰہ کے لئے کھڑا ہو جائے یعنی تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھ کے پھر تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ کے پھر وہ کھڑا ہو جائے تو یہی اس کی نماز کے لئے کافی ہے اور اگر انسان ان لفظوں پر غور شروع کر دے تو حقیقت یہ ہے کہ اسی غور میں ڈوبا رہے گا اور بہت سے مضامین اُس پر انہی کے اندر کھلتے چلے جائیں گے۔

حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ کو قادیان میں ہم نے دیکھا کہ بہت لمبی نماز پڑھایا کرتے تھے اور سجدہ میں جا کے بعض دفعہ لگتا تھا کہ اٹھنا ہی بھول گئے ہیں تو اس کے بعد کسی نے ان سے سوال

کیا کہ آپ سجدہ میں کتنی دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاعلیٰ پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا تین دفعہ۔ اس نے کہا تین دفعہ؟ اتنی دیر؟ تو انہوں نے کہا جب میں ایک دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاعلیٰ کہتا ہوں تو معنوں کے سمندر میں غوطہ مار جاتا ہوں اور وہ معنے دوہرا تا رہتا ہوں، دوہرا تا رہتا ہوں اور پڑھتا صرف ایک دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاعلیٰ ہوں۔ پھر جب دوسری دفعہ شروع کرتا ہوں تو اور معانی مجھ پر کھل جاتے ہیں ۔ پھر تیسری دفعہ پڑھتا ہوں تو اور معانی مجھ پہ کھل جاتے ہیں ۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا کہ تین دفعہ بھی کافی ہے تو اس تین دفعہ میں بھی بڑی وسعتیں ہیں۔

ایک حدیث ہے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ یہ ترمذی سے لی گئی ہے۔ حضرت حذیفہؓ بن یمان روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھا کرتے تھے اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاعلیٰ پڑھا کرتے تھے۔ اور جب بھی کسی رحمت والی آیت پر آتے تو توقف فرماتے اور رحمت طلب فرماتے اور جب بھی کسی عذاب والی آیت پر آتے تو توقف فرماتے اور عذاب سے پناہ مانگا کرتے۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات)

ایک حدیث سنن نسائی کتاب التطبیق سے لی گئی ہے۔ رفاعہؓ بن رافع سے مروی ہے کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ رفاع بن رافع کے ساتھ رضی اللہ نہیں لکھا ہوا یہاں مگر وہ بہر حال صحابی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے اس لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو یہ دعا پڑھی کہ اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی، سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ۔ مقتدین میں سے ایک شخص نے کہا اے ہمارے رب تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں بکثرت پاکیزہ اور مبارک تعریفیں اس کے لئے ہیں۔ پھر جب حضور نے سلام پھیرا تو پوچھا کہ ابھی کون دعا پڑھ رہا تھا اس کی آواز آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک پہنچ رہی تھی۔ اس شخص نے عرض کیا میں یارسول اللہ۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو دیکھا ہے وہ ان کلمات کی طرف لپک رہے تھے اور کوشش کر رہے تھے کہ ان میں سے کون ان کو پہلے لکھتا ہے۔

اب یہاں بھی یہ مراد نہیں ہے کہ فرشتے ایک دوسرے سے لکھنے میں جلدی کر رہے تھے۔ مراد یہ ہے کہ یہ ایسے الفاظ ہیں جن کو اپنے قلب پر رسم کرنے میں جلدی کرنی چاہئے اور جس کے قلب پر یہ نقش ہو جائیں اس کو گویا ایک نعمت عظیمہ مل گئی۔

ایک مسلم کتاب الصلوٰۃ باب مَا یُقَالُ فِی الرّکوع میں حدیث ہے۔ مطرف بن عبداللہ بن الشّخّیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع و سجود میں یہ کہا کرتے تھے: "سبوحٌ، قدوسٌ، رب الملئکۃ وَالرُّوح۔ میرا خدا وہ ہے جس کی بہت زیادہ تسبیح کی جاتی ہے، وہ بہت پاک ہے اور ملائکہ اور روح کا رب ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ جو تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاعلیٰ پڑھنے کی روایت ہے جو قطعی ہے وہ غلط ہے اور اس کی بجائے رسول اللہ ﷺ بعض نمازوں میں یہ بھی پڑھا کرتے تھے۔ یہ مراد نہیں ہے۔ غالباً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی تہجد کی دعاؤں کی بات کر رہی ہیں جن میں کثرت سے دعائیں ہوا کرتی تھیں۔ صرف سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاعلیٰ نہیں بلکہ بہت سے نام

لے کے خدا کے ان ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کیا کرتے تھے۔

ایک حدیث ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جو مسلم کتاب الصلوٰۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک رات میری آنکھ کھلی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو گُم پایا۔ میرے دل میں یہ گمان گزرا کہ آپ کسی اور بیوی کے ہاں چلے گئے ہیں۔ چنانچہ میں نے آپؐ کو تلاش کیا پھر میں واپس آ گئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ رکوع میں، سجدہ میں وہیں تھے اور یہ دعا کر رہے تھے سُبْحٰنَکَ وَبِحَمْدِکَ لَآاِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یعنی اے اللہ! تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور یہ کہتے چلے جاتے تھے دوہراتے ہوئے، یہی بار بار دوہرا رہے تھے۔ اس پر میں نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں میں کسی اور حال میں تھی اور آپؐ تو کسی اور حال میں ہیں۔ (صحیح مسلم. کتاب الصلوٰة. باب مایقال فی الرکوع والسجود)

ایک حدیث صحیح مسلم کتاب التفسیر سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اور مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کریم سے استنباط کرتے ہوئے رکوع و سجود میں اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۔ اب یہ جو دعا ہے جیسا کہ اگلی حدیث سے پتہ چلے گا یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تمام رکوع اور تمام سجود میں یہ نہیں کیا کرتے تھے بلکہ دراصل اس کا ایک سورۃ سے تعلق ہے جسے سورۃ النصر کہا جاتا ہے۔ اس سورۃ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ضرور یہ دعا رکوع اور سجدوں میں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اگلی حدیثوں میں بھی اس کی وضاحت موجود ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ اِذَاجَآءَ نَصْرُاللّٰہِ وَالْفَتْحُ کے نزول کے بعد ہر نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۔ دوسری روایت میں یہ بھی ہے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۔

(صحیح مسلم. کتاب تفسیر القرآن سورة اذا جاء نصرالله)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک حدیث صحیح مسلم میں درج ہے کہ آپ اپنی وفات سے قبل کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے اس میں نماز مراد نہیں، اٹھتے بیٹھتے یہ دعا آپؐ کی وردِ زبان تھی سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ وَاَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ اے اللہ پاک ہے تو اپنی حمد کے ساتھ اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیا کلمات ہیں جو آپ نے اب کہنے شروع کر دئے ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں میرے لئے ایک علامت ٹھہرائی گئی ہے یعنی سورۃ اِذَاجَآءَ نَصْرُاللّٰہِ وَالْفَتْحُ کا نزول اور جب میں یہ دیکھوں تو یہ دعا کیا کروں۔ مراد یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اس سورۃ کے نزول کے بعد بکثرت کشفاً وہ نظارے دکھائے گئے تھے جس میں جوق در جوق لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونگے اور اس مناسبت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خصوصاً آخری ایام میں بکثرت یہ دعائیں پڑھی تھیں۔

مسلم کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے :اے اللہ میرے سارے چھوٹے بڑے ،اگلے پچھلے ، ظاہر وباطن گناہ مجھے بخش دے۔

یہاں بھی جو تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھنا ہے یہ اس کے علاوہ اور بھی بہت کثرت سے دعائیں کیا کرتے تھے رسول اللہ ، یہ ان میں سے ایک ہے اور آپ کے سجدے بعض دفعہ اتنے طویل ہوتے تھے کہ ایک انسان کی تہجد کی ساری نماز بھی اتنی طویل نہ ہو گی جتنے آپؐ کے سجدے طویل ہو جایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ آپؐ کے قیام اتنے طویل ہوا کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں سوج جایا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ دعاؤں میں مگن ، مصروف سوچتے بھی نہیں تھے کہ آپ کو کیا تکلیف ہو رہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ رات کی نماز میں آنحضرت ﷺ سجدوں کے درمیان میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے :اے میرے رب مجھے بخش دے ، مجھ پر رحم فرما، میری اصلاح فرما، مجھے رزق عطا فرما اور میرا رفع فرما۔

نماز میں قیام، رکوع، سجود کی دعائیں ایک لمبی حدیث ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔اس میں تقریباً ساری نماز پڑھنے کا طریقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کے حوالہ سے پہلے تو وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یعنی نیت اور عام طور پر ہماری کتابوں میں چونکہ اصل الفاظ اِنِّی وَجَّهْتُ قرآن کریم میں درج ہیں اس لئے اِنِّی سے شروع کرتے ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نیت باندھتے وقت جتنی بھی حدیثیں میں نے دیکھی ہیں ان میں صرف وَجَّهْتُ پڑھا کرتے تھے۔ تو اس کو یاد رکھیں کہ نمازوں میں جہاں بھی چھپی ہوئی ہے وہاں بھی آئندہ درستی ہو۔ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ میں اپنی توجہ خالص کرتے ہوئے اس ذات کی طرف رجوع کرتا ہوں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اس کے بعد یہ بھی ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے کہ یقیناً میری نماز، میری قربانی ،میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو رب العالمین ہے،اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو دیر تک توقف کیا کرتے تھے تکبیر کے بعد تو یہ دعائیں بھی ساتھ مانگا کرتے تھے۔ سب کے لئے تو اس کی اتنی توفیق نہیں ہو سکتی مگر رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ بعض دفعہ تکبیر کے بعد بہت لمبا توقف کیا کرتے تھے اور کثرت سے اس میں دعائیں کیا کرتے تھے۔ ایک یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کی دعا لکھی ہے: 'اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس تو مجھے میرے سارے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔ اور اخلاق حسنہ کی طرف میری راہنمائی فرما اور اخلاق حسنہ کی طرف راہنمائی کرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔اور اخلاق سَیِّئَة کو مجھ سے دور رکھ

اور اخلاق سَیِّئہ یعنی برے اخلاق کو تیرے سوا کوئی مجھ سے دور نہیں کر سکتا۔ میں تیرے حضور حاضر ہوں۔ اور تمام تر سعادتیں اور تمام تر خیر تیرے ہاتھوں میں ہی ہے۔ اور شر تیری طرف سے نہیں ہے یعنی شر بھی انسان ہی پیدا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پیدا نہیں کرتا۔ وہ خدا تعالیٰ نے جو نیکی کی تعلیم دی ہے اس سے ہٹنے کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے جیسے سورج سایوں کا ذمہ دار تو نہیں ہے مگر جو سورج کی روشنی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے اس کا نفس اس میں حائل ہو جاتا ہے تو اس سے پیچھے جو اندھیرا ہے وہ اس کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے تو یہ باریک نکتہ ہے جو حضرت رسول اللہ ﷺ نے یہاں بیان فرمایا ہے اور شر تیری طرف سے نہیں ہے۔ میں تجھ سے ہوں اور تیری طرف مائل ہوں تو برکتوں والا اور بلند شان والا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں۔

جب آپ رکوع فرماتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ میں تیری خاطر یہ رکوع کرتا ہوں اور تجھ پر ہی ایمان رکھتا ہوں اور اپنا آپ تیرے سپرد کرتا ہوں۔ میرے کان، میری آنکھیں، میرا دماغ اور میری ہڈیاں اور میرے اعصاب تیرا خشوع اختیار کرتے ہیں۔ جب آپ رکوع سے کھڑے ہوتے تو کہتے اے اللہ! اے ہمارے رب! تیری حمد ہو زمین بھر اور آسمان بھر اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کے برابر بھی۔ اور جو کچھ تو پیدا کرنے والا ہے، آئندہ جو پیدا ہونے والا ہے اتنی ہی حمد بھی تیری ہو۔ اور جب آپ سجدہ کرتے تو یہ کہتے اے اللہ! میں تجھے ہی سجدہ کرتا ہوں اور تجھ پر ہی ایمان لاتا ہوں اور میں اپنا آپ تیرے سپرد کرتا ہوں اور میرا چہرہ اس ذات کے حضور سربسجود ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کو مناسب شکل دی اور اس میں کان اور آنکھیں بنائیں۔ برکت والا ہے اللہ جو کہ پیدا کرنے والوں میں سے سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

پھر آپ تشہد اور سلام پھیرنے کے درمیانی وقت میں یہ دعا کرتے تھے۔ اے اللہ! جو خطائیں میں کر چکا ہوں اور جو کرنے والا ہوں یعنی رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیں مگر انکساری کی حد ہے کہ آپؐ آئندہ کے لئے بھی اللہ ہی سے پناہ مانگتے تھے تا آئندہ کسی قسم کی کوئی خطا سرزد نہ ہو۔ بہت ادنیٰ لوگ ہیں ہم، ہمیں تو کثرت سے اس چیز کو یاد رکھنا چاہئے کہ جو خطائیں میں کرنے والا ہوں ان سے بھی درگزر فرما اور جو میں نے ظاہر اً کیا ہے اور جو میں نے مخفی طور پر کیا ہے اور جو میں زیادتی کر چکا ہوں تو مجھے بخش دے اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی مقدم ہے اور تو ہی مؤخر، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (صحیح مسلم. کتاب الصلوٰۃ. باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل وقیامہ)

حِطّان بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب کوئی قعدہ کی حالت میں ہو اس کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ پہلے وہ یہ دعا پڑھے 'اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ''۔ عام طور پر ہم الصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ پڑھتے ہیں مگر یہ حدیث جو میرے سامنے ہے اس میں بیچ میں واؤ نہیں ہے یعنی صلوٰۃ اور طیبات دونوں صفت موصوف ہیں یا ایک دوسرے کا بدل ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ .اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ . اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ ترجمہ یہ ہے: تمام تحیات اللہ کے لئے ہیں۔ تمام پاکیزہ تعریفیں جو نمازیں ہی ہیں یعنی سب پاکیزہ تعریفیں جو ہیں وہ اصل میں نماز ہی ہے، نماز ہی میں ساری پاکیزہ تعریفیں ہوتی ہیں۔ اے نبی تجھ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ ہم پر سلامتی ہو اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی

دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتاہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ (سنن نسائی کتاب التطبیق)

ایک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مسلم کتاب الذکر سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیں جسے میں نماز میں پڑھا کروں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "یہ دعا پڑھا کرو کہ اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔ پس تو اپنی جناب سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر۔ یقیناً تو بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے"۔ یہ دعا عربی میں ہے مگر جن لوگوں کو عربی نہیں آتی وہ دعا کا ترجمہ اپنی زبان میں یاد رکھ کر اس کو پڑھ سکتے ہیں۔

بخاری کتاب احادیث الانبیاء سے ایک روایت لی گئی ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابو لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھے کعب بن عُجْرَہ ملے اور کہا کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں جسے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنا ہے۔ کعب بن اُجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ صحابی تھے۔ میں نے کہا ہاں مجھے وہ تحفہ ضرور دیجئے۔ تب انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! آپ اہل بیت پر درود بھیجنے کا کیا طریق ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر سلام بھیجنے کا طریق تو سکھا دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ دعا کیا کرو کہ اے اللہ محمد اور اس کی آل پر درود بھیج۔ یہ جو ہم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ ۔ اَلتَّحِیَّات کے بعد پڑھتے ہیں یہ دعا ساری سنائی۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

ایک حدیث بخاری سے لی گئی ہے۔ عمرو ابن السُّلَیم الزّرقی سے مروی ہے کہ ابو حمید الساعدی نے انہیں بتایا۔ ابو حمید الساعدی یقیناً صحابی ہیں۔ یہاں رضی اللہ لکھنا بھول گیا ہے لکھنے والا، ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم آپؐ پر درود کیسے بھیجیں۔ آپؐ نے فرمایا: "یوں کہا کرو، اے اللہ! محمدؐ اور آپؐ کی ازواج اور آپؐ کی اولاد پر درود بھیج جیسا کہ تو نے ابراہیم کی آل پر درود بھیجا۔ اے اللہ محمدؐ اور آپؐ کی ازواج اور آپؐ کی اولاد پر برکتیں نازل فرما۔ یہاں آل میں خصوصیت سے ازواج کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ بعض لوگ مثلاً شیعہ کہتے ہیں کہ آل سے مراد محض آپؐ کی بیٹی اور اولاد ہے یہ روایت قطعیت کے ساتھ ان کا رد کرتی ہے۔ جب آل کہتے ہیں تو ساری ازواج مطہرات اس میں شامل ہوتی ہیں۔ جیسا کہ تو نے ابراہیم کی آل پر برکتیں نازل کیں۔ یقیناً تو صاحب حمد اور بزرگی والا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء)

نماز کے بعد کی دعا۔ یہ سنن ابی داؤد سے حدیث لی گئی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا: "اے معاذ! اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں"۔ بڑے خوش نصیب تھے معاذ۔ "اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں" دو دفعہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا: "معاذ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ نماز کے بعد یہ دعا چھوٹنے نہ

پائے کہ اے میرے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں، تیرا شکر کر سکوں اور عمدگی کے ساتھ تیری عبادت کر سکوں۔(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ)۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ یہ الفاظ ہیں، چند الفاظ ہیں جو خوب اچھی طرح یاد ہو جانے چاہئیں۔ نماز کے بعد یہ ذکر جو ہے مختصر اور بہت گہرا ذکر ہے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

ایک حدیث ہے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ وہ مسلم کتاب المساجد میں مروی ہے۔ آپ نے اس کے علاوہ جو ابھی گزری ہے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ، اس کے علاوہ یہ بھی بتایا کہ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ یہ پڑھا کرتے تھے کہ اے اللہ تو سلامتی والا ہے، سلامتی تیری طرف سے ہی ملتی ہے۔ اے اللہ جلال اور عزتوں کے مالک خدا تو بہت برکت والا ہے۔ یہ دونوں دعائیں میں نے حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب سے جو افریقہ کے بہت ہی قربانی کرنے والے مبلغ تھے ان سے سیکھ لی تھیں کیونکہ اکثر نماز میں میں ان کے ساتھ ہی بیٹھا ہوتا تھا یا جب بھی بیٹھا ہوتا تھا تو وہ اونچی آواز میں یہ دونوں دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، اور اس کے بعد اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

ایک حدیث بخاری کتاب الدعوات سے لی گئی ہے، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام وراد بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ نے معاویہ بن سفیان کی طرف لکھ بھیجا کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یہ دعا کیا کرتے تھے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ حکومت اسی کی ہے، ہر تعریف اسی کو زیبا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے اللہ! جو چیز تو عطا فرمائے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس چیز کو تو روک رکھے کوئی اسے عطا کرنے والا نہیں۔ کسی صاحب عظمت کو اس کی عظمت تیرے بالمقابل کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

اب یہاں آنحضرت ﷺ کی جو دعا مذکور ہے ہر نماز کے بعد دوسری بہت سی مستند روایات سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد اتنا لمبا عرصہ نہیں بیٹھا کرتے تھے۔ اور اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ اور اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ یہ دعائیں تو لازماً پڑھی جا سکتی تھیں اس عرصہ میں۔ تو یہ ضروری نہیں کہ ہر نماز میں رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے ہوں۔ ہو سکتا ہے آپ کی ذاتی نمازیں جو گھر پر ہوتی تھیں ان کے بعد آپؐ یہ دعا کرتے ہوں۔

نماز کے بعد کی ایک اور دعا مسلم کتاب الصلوٰۃ میں درج ہے۔ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم یہ پسند کرتے تھے کہ آپؐ کے دائیں طرف ہوں تاکہ آپ ہماری طرف اپنا چہرہ کر کے متوجہ ہوں۔ چہرہ تو آپؐ بائیں طرف بھی کیا کرتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ سب سے پہلا سلام جو رسول اللہ ﷺ کا ہمیں پہنچے وہ دائیں طرف چونکہ ہوتا ہے اس لئے ہم وہاں بیٹھے ہوں۔ وہ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنتا تھا رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ اَوْتَجْمَعُ عِبَادَكَ۔ اے میرے رب! مجھے اس روز جب تو اپنے بندوں کو مبعوث کرے گا یا جمع کرے گا اپنے عذاب سے بچانا۔

تو یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مختلف نمازوں کے بعد کئی مختصر دعائیں پڑھا

کرتے تھے، کبھی کوئی کبھی کوئی۔ تو یہ جو ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ درست نہیں۔ ہر نماز کے بعد تو اور بہت سی دعائیں قطعیت کے ساتھ ثابت ہیں۔ پس ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

ایک روایت الترمذی کتاب الصلوٰۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔اب یہ رات کے وقت صرف بیان کیا گیا ہے۔ اب سارے مسلمان جانتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سورۃ فاتحہ کی تلاوت سے پہلے ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ تو مختلف راویوں نے مختلف وقتوں میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کی دعائیں سنیں اور جس نے رات کو دیکھا وہ یہی سمجھتا رہا کہ رات کو کیا کرتے تھے۔ حالانکہ آنحضور ﷺ ہر نماز میں بلا استثناء یہ دعا نیّت کے بعد کیا کرتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔ پھر آپؐ پڑھتے اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا۔ اب یہ بھی سننے والے نے اسی طرح سنا ہو گا مگر رسول اللہ ﷺ کا دستور نہیں تھا کہ ہمیشہ یہی پڑھا کرتے۔ پھر آپ پڑھتے میں مردود شیطان سے اور اس کے وساوس سے اور اس کے نفخ و نفس سے سمیع علیم اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

ایک حدیث سنن النسائی کتاب قیام اللّیل وتطوع النهار میں درج ہے۔ حضرت عاصم بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ قیام اللیل کی ابتداء میں کیا پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو تجھ سے پہلے کبھی کسی نے نہیں پوچھی۔ قیام اللیل سے پہلے آنحضرت ﷺ دس دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے اور دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتے اور دس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتے اور دس دفعہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے اور دس دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہتے اور یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے اور مجھے تندرستی عطا فرما۔ میں قیامت جگہ کی تنگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اب یہ نماز سے پہلے کی دعائیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ نیت باندھنے سے پہلے دعائیں کیا کرتے تھے۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، جو رسول اللہ ﷺ اپنے لئے دعا مانگتے تھے وہی حضرت عائشہؓ نے ہمیں یہ کہہ کر سکھائی ہے کہ پوچھنے والے سے پہلے کسی نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کی نیت باندھنے سے پہلے کیا پڑھا کرتے تھے۔ پس یہ وہ دعائیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

ایک حدیث ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کہ آنحضرت ﷺ رات کے وقت قرآن کریم کے سجدوں میں یہ پڑھا کرتے تھے۔ 'میرے چہرہ نے سجدہ کیا اس ذات کو جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی طاقت اور قوت سے اس کے کان اور آنکھیں بنائیں'۔ اب سجدوں کے وقت یہ بھی سوچنا چاہئے جب کہتے ہیں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تو رب وہ ہے جس نے بہترین تربیت کر کے بلند تر مقامات تک پہنچایا۔ کس طرح خاک کو خدا تعالیٰ نے حیرت انگیز طور پر اٹھایا اور آنکھیں بنائیں اور ہونٹ بنائے اور کان بنائے۔ یہ ساری چیزیں رب الاعلیٰ کے اندر ہی مخفی ہیں اور اسی پر غور کیا

جائے تو یہ ساری باتیں کھل جاتی ہیں۔

الترمذی کتاب الصلوٰۃ میں ایک حدیث حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعائیہ کلمات سکھائے جنہیں میں وتروں میں پڑھتا ہوں۔ وتروں میں جو دعائے قنوت ہے یہ وہ نہیں ہے۔ یہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ مجھے دعائیہ کلمات سکھائے جنہیں میں وتروں میں پڑھتا ہوں یعنی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتروں میں پڑھتے ہیں اور وہ کلمات یہ ہیں اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے ان کے ساتھ مجھے بھی ہدایت دے اور جن لوگوں کو تو نے صحت و عافیت عطا فرمائی ہے ان کے ساتھ مجھے بھی صحت و عافیت عطا فرما اور جن کا تو ولی ہو گیا ہے ان کے ساتھ میرا بھی ولی بن جا اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما اور جس بات کا تو نے فیصلہ فرما رکھا ہے اس کے شر سے مجھے بچا۔ یقیناً تُو ہی فیصلہ کی قدرت رکھتا ہے اور تیری مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو ولی بن جائے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا۔ اے ہمارے رب! تو بہت برکتوں والا اور بہت بلند ہے۔

اب میں آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

”موٹی بات ہے کہ قرآن شریف میں لکھا ہے اُدْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے اور اس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہئے۔ چاہئے کہ اخلاص ہو، احسان ہو اور اس کی طرف ایسا رجوع ہو کہ بس وہی ایک رب اور حقیقی کارساز ہے۔ عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے۔ اور یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اسی کی عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال رکھے۔ ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا سے بہت مانگے اور بہت توبہ و استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تا کہ تزکیہ نفس ہو جاوے اور خدا سے سچا تعلق ہو جاوے اور اسی کی محبت میں محو ہو جاوے“۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۸۔ بتاریخ ۲۴/اکتوبر ۱۹۰۷ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دعا جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام نے مسلمانوں پر فرض کی اس کی فرضیت کے چار سبب ہیں۔ ایک یہ کہ تا ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر توحید پر پختگی حاصل ہو کیونکہ خدا سے مانگنا اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ مرادوں کا دینے والا صرف خدا ہے“۔

پس نمازوں کے بیچ میں بھی یہی فکر انسان کو دامنگیر رہے اور نمازوں کے دوران بھی کہ ہماری سب مرادیں صرف ایک خدا سے پوری ہونگی۔

”دوسرے یہ کہ تا دعا کے قبول ہونے اور مراد کے ملنے پر ایمان قوی ہو“۔ اور کامل یقین ہو کہ میں جو دعائیں کرتا ہوں وہ ضرور اللہ کے حضور مقبول ٹھہریں گی۔

”تیسرے یہ کہ اگر کسی اور رنگ میں عنایت الٰہی شاملِ حال ہو تو علم اور حکمت زیادت پکڑے“۔ اب ’کسی اور رنگ میں عنایتِ الٰہی شامل ہو‘ سے مراد یہ ہے کہ بعض دفعہ دعائیں من و عن اسی طرح قبول نہیں ہوا کرتیں جیسا کہ انسان مانگتا ہے اور حکم یہ ہے کہ پورے یقین کے ساتھ مانگے۔ تو مراد یہ ہے کہ اگر اللہ کی شان یہ چاہے اللہ کی حکمت بالغہ یہ پسند کرے کہ جو چیز مانگی جا رہی

ہے وہ اس کے لئے درست نہیں اُس صورت میں کسی اور رنگ میں اللہ تعالیٰ کی عنایت شامل ہو یعنی یقین کامل جو ہے وہ بہر حال ہے وہ پورا ہو کے رہے گا۔ اللہ کی طرف سے اس کی دعائیں اور رحمتوں اور اَور رنگ میں مقبول ہو جائیں گی جو اس کے لئے بہتر ہیں۔ تو اس صورت میں علم اور حکمت ترقی کرے۔ اس پہ غور کرے کہ خدا نے کیوں مجھے اس دعا کی مقبولیت کی بجائے جو میں نے مانگی تھی کچھ اور دیا ہے تو اس کو حکمت سمجھ آجائے گی اور اس کا علم اس سے بہت ترقی کرے گا۔

"چوتھے یہ کہ اگر دعا کی قبولیت کا الہام اور رؤیا کے ساتھ وعدہ دیا جائے اور اسی طرح ظہور میں آوے تو معرفت الٰہی ترقی کرے اور معرفت سے یقین اور یقین سے محبت اور محبت سے ہر ایک گناہ اور غیر اللہ سے انقطاع حاصل ہو جو حقیقی نجات کا ثمرہ ہے"۔(ایام الصلح)۔ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ الہاماً یہ بتا دیتا ہے رؤیا کے ذریعہ خوشخبری دیتا ہے کہ ایسا ہو کے رہے گا۔ جب وہ اسی طرح ہو جاتا ہے تو پھر حقیقی اللہ کی معرفت ترقی کرتی ہے اور یقین سے انسان کا دل بھر جاتا ہے اور اس یقین کے نتیجہ میں پھر محبت کی طرف دل مائل ہوتا ہے اور خدا کی محبت کی طرف لپکتا ہے اور پھر اسی محبت الٰہی کے نتیجہ میں ہر غیر اللہ سے انقطاع ہو جاتا ہے اور گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے جو حقیقی نجات کا ثمرہ ہے۔

اب آخری اقتباس ملفوظات جلد اول سے میں یہ پڑھ کے سناتا ہوں۔ "یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے"۔

اب یہ یاد رکھو دعائیں بہت کرو مگر اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی کرو جو صرف دعا کے اوپر سمجھتے ہیں کہ انحصار اس حد تک ہے کہ مجھے عمل کی ضرورت نہیں، محنت کی ضرورت نہیں تو وہ شخص جھوٹا ہے۔ اور یہ بھی اس کے نفس کا تکبر ہے کہ وہ خدا جس نے اسباب کو پیدا کیا ہے ذرائع اختیار کرنے کا حکم دیا ہے وہ اس بندے کو کوئی بہت ہی بڑا سمجھتا ہے جس کو ذریعوں کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑا تو کوئی نہیں ہو سکتا جس سے خدا نے ایسا پیار کیا کہ کسی اور نبی سے ایسا پیار نہیں کیا اس کے باوجود آپ دعاؤں کے علاوہ سب ذرائع اختیار کرتے تھے۔ کوئی ذریعہ بھی ایسا نہیں تھا جس سے مقصد پورا ہو سکتا ہو اور آپ نے اختیار نہ کیا ہو۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "یہی معنے اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اعمال میں نظر کرے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۸)۔ اب یہ بھی ایک باریک کلام ہے مطلب یہ ہے کہ اسباب کی جو توفیق ملتی ہے وہ بھی دعا سے ہی ملتی ہے تو ذریعہ اختیار کرنا ضروری ہے مگر یہ انسان سوچے کہ وہ ذریعے بھی تو خدا ہی نے مہیا کئے ہیں، جس کو اللہ ذریعہ مہیا نہیں کرتا وہ بیچارہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تو اس کی نہ دعا رہی نہ اسباب رہے۔ پس دعا پہ حقیقی زور دو اور دعا یہ کرو کہ اللہ میری دعا کی قبولیت کے لئے مجھے وہ سچے ذرائع بھی عطا کر جن کی اتباع کے ذریعہ مجھے میرا مقصد حاصل ہو جائے۔

۞۞۞......۞۞......۞۞۞

سورج کا مغرب سے طلوع

(محمد اسمٰعیل منیر ۔ نزیل امریکہ)

ہمارے پیارے آقا حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ ہر عقل مند پر یہ واضح ہے کہ ظاہری سورج ہر روز مشرق سے ہی طلوع ہوتا ہے تو پھر اس حدیث النبیؐ کے کیا معنی ہیں؟

حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم میں اس حدیث کی ایمان افروز تشریح یوں بیان فرماتے ہیں:

"ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو **مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا** اور مَیں نے دیکھا کہ مَیں شہر لنڈن میں ایک ممبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے مَیں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو مَیں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ مَیں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدائے تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔

(ازالہ اوھام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۷۶،۳۷۷)

اسلامی سورج جو تیرھویں صدی ہجری میں ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی نذر ہو رہا تھا اس کی روشنی کو عقلی و نقلی دلائل کے علاوہ تازہ آسمانی نشانوں سے پھیلانے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب "براہین احمدیہ" چار حصوں میں ۱۸۸۴ء میں شائع فرمائی۔ اور اس کو متعارف کروانے کے لئے حضور اقدس نے ۱۸۸۵ء میں ایک اشتہار شائع فرمایا جس کے آخر میں انگریزوں کو اسلام سے متعارف کروانے پر زور دیا:

آپ فرماتے ہیں:۔

" طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَلَا فَخْرَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔ اور اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے جس کا خدا تعالیٰ کے روبرو اس کو جواب دینا پڑے گا۔

بالآخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ اے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش کہ تا تیرے رسول مقبول افضل الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ اور تیرے کامل و مقدس کلام قرآن شریف پر ایمان لاویں۔ اور اس کے حکموں پر چلیں تاکہ ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہو جاویں کہ جو سچے مسلمان کو دونوں جہانوں میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ ور ہوں کہ جو نہ صرف عقبیٰ میں حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچے راستباز اسی دنیا میں اس کو پاتے ہیں۔ بالخصوص قوم انگریز جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور جس کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاونت سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دنیا و دین کے لئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں تا ان کے گورے وسپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۵)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ نے خدا تعالیٰ کے حکم پر مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا دعویٰ فرمایا اور اپنے ماننے والوں کی علمی اور روحانی ترقی کے لئے جلسہ سالانہ جاری فرمایا۔ اسی جلسہ کی دعوت پر مشتمل ایک اشتہار مجریہ ۷/ر دسمبر ۱۸۹۲ء میں اس جلسہ کی ایک اہم غرض اہل یورپ و امریکہ میں اشاعت اسلام یوں بیان فرمائی:۔

"بعد ہذا بخدمت جمیع احباب مخلصین التماس ہے کہ ۲۷/ر دسمبر ۱۸۹۲ء کو مقام قادیان میں اس عاجز کے محبوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہوگا۔ اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہونگے۔

ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ

ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں۔ اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں۔ چنانچہ انہیں دنوں میں ایک انگریز کی میرے نام چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ آپ تمام جانداروں پر رحم رکھتے ہیں اور ہم بھی انسان ہیں اور مستحق رحم۔ کیونکہ دین اسلام قبول کر چکے ہیں اور اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم سے اب تک بے خبر ہیں۔ سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خداتعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاءاللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خداتعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۰، ۳۴۱)

یورپ اور امریکہ میں سعید لوگ

مسٹر الیگزینڈر۔ آر۔ ویب پہلے سفید فام تھے جنہوں نے حضور اقدس کا ۱۸۸۵ء والا اشتہار امریکہ کے بعض اخباروں میں پڑھا اور امریکہ سے آپ کی خدمت میں اپنا اخلاص نامہ لکھا جس کا ذکر حضور نے اپنی کتاب شحنۂ حق میں یوں فرمایا ہے:

"نوٹ: امریکہ سے ہمارے نام ایک چٹھی آئی ہے جس کے مضمون کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

صاحب من ایک تازہ پرچہ اخبار اسکاٹ صاحب ہمہ اوستی میں میں نے آپ کا خط پڑھا جس میں آپ نے ان کو حق دکھانے کی دعوت کی ہے۔ اس لئے مجھ کو اس تحریک کا شوق ہوا۔ میں نے مذہب بدھ اور براہمن مت کی بابت بہت کچھ پڑھا ہے اور کسی قدر تعلیمات زردشت و کنفیوشس کا مطالعہ بھی کیا ہے لیکن محمدؐ صاحب کی نسبت بہت کم۔ میں راہ راست کی نسبت ایسا مذبذب رہا ہوں اور اب بھی ہوں کہ گو میں عیسائی گروہ کے ایک گرجا کا امام ہوں مگر سوائے معمولی اور اخلاقی نصیحتوں کے اور کچھ سکھلانے کے قابل نہیں۔ غرض میں سچ کا متلاشی ہوں اور آپ سے اخلاص رکھتا ہوں۔ آپ کا خادم الیگزنڈر آر ویب۔ پتہ اسٹرن اونیو سینٹ لوئیس مسوری۔ اضلاع متحدہ امریکہ۔

(شحنہ حق، روحانی خزائن جلد ۲ حاشیہ صفحہ ۳۴۲،۳۴۳)

مغربی ممالک میں اس اشتہار کی اخباروں میں اشاعت کو حضور اقدسؑ اپنی سچائی کا معیار قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خیال کرنا چاہئے کہ جو شخص تمام دنیا میں اپنے الہامی دعوے کے اشتہار بھیج کر سب قسم کے مخالفوں کو آزمائش کے لئے بلاتا ہے اس کی یہ جرأت اور شجاعت کسی ایسی بنا پر ہو سکتی ہے جو نرا فریب ہے۔ کیا جس کی دعوت اسلام و دعویٰ الہام کے خطوں نے امریکہ اور یورپ کے دور دور ملکوں تک ہلچل مچا دی ہے کیا ایسی استقامت کی بنیاد صرف لاف و گزاف کا خس و خاشاک ہے"۔

(شحنۂ حق روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۴۲،۳۴۳)

امریکن دوست الیگزینڈر۔ آر۔ ویب نے اپنے دوسرے لمبے خط محررہ ۲۴؍ فروری ۱۸۸۷ء میں اپنے ایمان بالاسلام کا یوں اظہار فرمایا جو قابل رشک ہے:

"اگر آپ میری خدمتوں کو امریکہ میں امور حقانی کی اشاعت کے قابل سمجھیں تو آپ کو ہر وقت مجھ سے ایسی خدمت کرانے کا پورا پورا اختیار ہے بشرطیکہ مجھ تک آپ کے خیالات پہنچتے رہیں اور میں ان کی حقانیت کا قائل ہوتا رہوں۔ مجھ کو یہ تو بخوبی یقین ہو چکا ہے کہ محمد صاحب نے سچ پھیلایا اور راہ نجات کی ہدایت کی اور جو شخص کہ اس کی تعلیمات کے پیرو ہیں ان کو ہمیشہ کے لئے خوش اور مبارک زندگی حاصل ہوگی۔

(شحنۂ حق۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۴۲)

اس امریکن دوست کے خط پر خوشی کا جو اظہار حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اپنے خط محررہ ۴؍ اپریل ۱۸۸۷ء میں فرمایا وہ پڑھئے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"آپ کی چٹھی جو دل کو خوش اور مطمئن کرنے والی تھی مجھ کو ملی جس کے پڑھنے سے نہ صرف زیادت محبت بلکہ میری وہ مراد بھی جس کے لئے میں اپنی زندگی کو وقف سمجھتا ہوں یعنی یہ کہ میں حق کی تبلیغ انہیں مشرقی ممالک میں محدود نہ رکھوں بلکہ جہاں تک میری طاقت ہے امریکہ اور یورپ کے ملکوں میں بھی جنہوں نے اسلامی اصول کے سمجھنے کے لئے اب تک پوری توجہ نہیں کی اس پاک اور بے عیب ہدایت کو پھیلاؤں کسی قدر حاصل ہوتی نظر آتی ہے۔ سو میں شکر گزاری سے آپ کی درخواست کو قبول کرتا ہوں اور مجھے اپنے خداوند قادر مطلق پر جو میرے ساتھ ہے قوی امید ہے کہ وہ آپ کی پوری پوری تسلی کرنے کے لئے مجھے مدد دے گا۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ پانچ ماہ کے عرصہ تک ایک ایسا رسالہ جو قرآنی تعلیموں اور اصولوں کا آئینہ ہو تالیف کر کے اور پھر عمدہ ترجمہ انگریزی کرا کر اور نیز چھپوا کر آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا جس پر قوی امید ہے کہ آپ جیسے منصف اور زیرک اور پاک خیال کو اتفاق رائے کے لئے مجبور کرے گا اور انشراح صدر اور قوت یقین اور ترقی معرفت کا موجب مگر شاید کم فرصتی سے یہ موجب پیش آجائے کہ میں ایک ہی دفعہ ایسا رسالہ ارسال خدمت نہ کر سکوں تو پھر اس صورت میں دو یا تین دفعہ کر کے بھیجا جائے گا۔ اور پھر اسی رسالہ پر موقوف نہیں بلکہ آپ کی رغبت پانے سے جیسا کہ میں امید رکھتا ہوں اس خدمت کو تا بحیات اپنے ذمہ لے سکتا ہوں۔ آپ کے محبانہ کلمات مجھے یہ بشارت دیتے ہیں کہ میں جلد تر خوشخبری سنوں کہ آپ کی سعادت فطرتی اور حقانی ہدایت لینے کے لئے نہ صرف آپ کو بلکہ امریکہ کے بہت سے نیک دل لوگوں کو دعوت حق کی طرف کھینچ لیا ہے"۔

(شحنۂ حق۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۴۳، ۳۴۴)

یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس شان اور تحدی سے اپنے ایک اشتہار میں فرماتے ہیں کہ یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ فرمایا:

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے اور اس سے بڑھ کر اور کونسا درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز کو خدا بنایا گیا ہے اور ایک مُشتِ خاک کو رب العالمین سمجھا گیا ہے۔ مَیں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہونگے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اُس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر مَیں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزا چکھاوے۔ سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ **اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا** اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ **قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے**"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۰۴)

عیسائیت کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالنے والا اصول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یورپین لوگوں کے عیسائیت کو خیر باد کہنے کے طریق کی وضاحت اپنی کتاب "راز حقیقت" میں مسیح کی صلیبی موت سے نجات پر یوں فرماتے ہیں:

"غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور یہی وہ خیال ہے کہ جو نصاریٰ کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے۔ اور اس کے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں۔ **اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اٹھے تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں تیار ہوا ہے ممکن کہ انیس ماہ کے اندر دست غیب سے ایک ایسا پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے۔ کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہونا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے۔ یہ ایسا امر ہے کہ یکدفعہ عیسائی عقائد کو دلوں سے اڑاتا ہے اور عیسائیت کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالتا ہے**۔

('راز حقیقت' روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۶۶ حاشیہ)

اپنی بعثت کے مقصد کو حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے اپنی کتاب "الوصیت" میں کیا خوب واضح فرمایا ہے:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا ہوں"۔

('الوصیت' روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۷)

اس عظیم مقصد کے پورا ہونے کی خبر خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مل چکی تھی جس کا اظہار آپ نے اپنے لیکچر لاہور میں یوں فرمایا:

"مَیں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کر کے بھیجا ہے اسی وقت سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔ **یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محقق خود بخود اس عقیدے سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں** اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بتوں اور دیوتوں پر فریفتہ تھی بہتوں کو ان میں سے یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ بت کچھ چیز نہیں ہیں۔ اور گو وہ لوگ ابھی روحانیت سے بے خبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو رسمی طور پر لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ شک نہیں کہ ہزارہا بیہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رسیاں انہوں نے اپنے گلے پر سے اتار دی ہیں۔ اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہوگئے ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ **کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایت الٰہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکہ دے کر سچی اور کامل توحید کے اس دارالامان میں داخل کر دے گی جس کے**

Certification by the President

This is to certify that____________________________ s/o, d/o ____________________________

Is a born Ahmadi/converted to Ahmadiyyat since:____

Any Jamaat/Auxiliary office Held:____

He/She is very regular / somewhat regular / Irregular in attending Juma and meetings of the Jamaat.

He/She is the category A/B/C/D in paying Chanda subscriptions:____________________________

President's Name: ______________________________________

President's Signatures:______________________________________

Date: ______________________________________

Please, describe briefly your objective for pursuing this degree:__________________________

____

____

____

<u>Financial Information</u>

Tuition Cost:__________________________ Books Cost:____________________________

Room & Board (If Institution is in a town other than hometown, give full details):______________

____

Other Costs (Please list by Item):____

Total Annual Cost:____

Annual Household Income (including parents/guardians and personal income)________________

Other Financing Sources (resulting from family contribution and from efforts to seek Federal/State Grants/Loan:____

How much money will you be able to earn during the course of your education:_______________

____

How much of your educational expenses will be financed by your own work:_________________

Total Shortfall in Educational Expenses:____________________________________

<u>Additional Information</u> *Please write a brief statement explaining how your educational plans, and the courses you are taking will help you to achieve your educational goals. Furthermore, write how the financial assistance will help you to achieve your future goals. Please, also mention extracurricular activities, honors, and awards, etc.*

I would like to be considered for: Talent Scholarships, Need Based Scholarships, Both Talent and Need Based Scholarships, Loans, Both Scholarships and Loans - ***Please circle one of the choices.***

Signature of Applicant__________________________________ Date______________________

AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLAM, USA

15000 Good Hope Road, Silver Spring, MD 20905

APPLICATION FOR EDUCATIONAL SCHOLARSHIP/LOAN

Please fill out the application form for scholarship/loan to the best of your abilities. You may attach any additional information that may be relevant to consideration of the application.

Applicant Information *Please provide the following personal information:*

Name of Applicant:______________________________ Age:__________

Name of Father/Guardian/Spouse (Please circle one):______________________________

Address:____

Phone Number:____________________ Fax Number (If available) ____________________

Jama'at:____________________ Jama'at Membership Code:______________

Educational History *Please provide the following information on your educational background:*

Last Educational Level Completed:______________________________

Educational Institution Attended: ______________________________

Date of Completion:____________________ Cumulative Grade Point Average *(CGPA)*______

Please provide most recent semester's GPA and official transcript for the last two years of your education showing CGPA (cumulative grade point average) and GPA in the major (i.e. major GPA).

Proposed Course of Education *Please provide the following information:*

Educational Level in **September, 2001** ______________________________

Educational Institution to be Attended:______________________________

Degree/Educational Program to be Pursued:______________________________

____

Length of Course:____

AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLAM
15000 Good Hope Road, Silver Spring, MD 20905

EDUCATIONAL SCHOLARSHIP/LOAN FUNDS

The current budget of the Ahmadiyya Muslim Community, USA includes an amount of $80,000 for the award of Educational Scholarships and Loans to the youth of the community for College education.

From these funds, the following will be awarded:

A) TALENT AND NEED BASED SCHOLARSHIPS: $56,000

1. **The talent scholarships, which are called:**
   i. **Fazl-e-Omar Scholarship**
   ii. **Professor Dr. Abdus Salam Scholarship**
2. **Need based scholarships**

B) EDUCATIONAL LOANS (QARZA HASANA): $24,000

Interested Ahmadi students are requested to submit the attached application by April 1, 2001 to:

Dr. Karimullah Zirvi
National Secretary Ta'leem

14-21 Saddle River Road
Fair Lawn, NJ 07410

Tel. & Fax: (201) 794-8122

ساتھ کامل محبت اور کامل خوف اور کامل معرفت عطا کی جاتی ہے۔ یہ امید میری محض خیال نہیں ہے بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے"۔

('لیکچر لاہور' روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۱)

اس انقلاب عظیم کی راہ ہموار کرنے والے آسمانی نشانات کی درخواست حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں فرمائی اور ان کے ظہور کے لئے جنوری ۱۹۰۰ء سے دسمبر ۱۹۰۲ء (عرصہ تین سال) تجویز کیا۔ آپ کے چوتھے خلیفہ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۰۰ء میں فرمایا ہے کہ ایسے ہی عظیم نشانوں کا اعادہ ایک صدی کے بعد آج کل (۲۰۰۰ء سے دسمبر ۲۰۰۲ء تک) ہوگا۔ انشاء اللہ۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء عیسوی تک پورے ہو جائیں گے۔ میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ دیکھ! میری روح نہایت توکل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ سو میں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی عزت کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں اور جس کو تو نے بھیجا ہے اُس کی تکذیب کر کے ہدایت سے دور نہ پڑ جائیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے مجھے بھیجا ہے اور میری تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں۔ یہاں تک کہ سورج اور چاند کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں پیشگوئی کی تاریخوں کے موافق گرہن میں آویں اور تو نے وہ تمام نشان جو ایک سو سے زیادہ ہیں میری تائید میں دکھلائے جو میرے رسالہ تریاق القلوب میں درج ہیں"۔ ('تریاق القلوب' روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۱۰، ۵۱۱)

خوش قسمت

خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے انگریزی ملکوں (یورپ اور امریکہ) میں پہنچ کر آپ کے عظیم مقاصد کو پورا کرنے کے لئے دن رات اشاعت قرآن میں مصروف ہیں تا پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کے سردار کی پیشگوئی کے مطابق اسلام کا سورج مغرب سے جلد طلوع ہو۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد مبارک ملاحظہ ہو۔ فرمایا:۔

وقوموا لإشاعة القرآن وسيروا في البلدان ولا تصبوا إلي الأوطان. وفي البلاد الانكليزية قلوب ينتظرون إعاناتكم وجعل الله راحتهم في معاناتكم. فلا تصمتوا صموت من راي ودعي وتحاما ألا ترون بكاء الإخوان في تلك البلدان وأصوات الخلان في تلك العمران. أُصِرْتم كالعليل وصار كَسَلُكم كالدّاء الدَّخِيل وَنَسِيتُم اَخلاقَ الْإِسْلَامِ وَرِفْقَ خَيْرِ الْأَنَام وصارت عادتكم سهومة المحيا وسهوكة الريا ويُبرّحكم السير المطوح من البنات والبنينَ قوموا لتخليص العانين وهداية الضالين ولا تكبوا علي سيفكم وسنانكم واعرفوا اسلحة زمانكم فان لكل زمان سلاحًا آخر وحربًا آخر فلا تجادلوا فيما هو أجلي وأظهر ولا شك أنّ زماننا هذا يحتاج إلي أسلحة الدليل والحجة والبرهان لا الي القوس والسهم والسنان.....(صفحہ ۲۲۷)

فابعثوا رجالا من زمرة العلماء ليسيروا الي البلاد الانكليزية كالوعظاء ليتموا على الكفرة حجج الشريعة الغراء.

و من ذهب الى البلاد الانكليزية خالصاً لله فهو احد من الاصفياء و ان تدركه الوفات فهو من الشهداء". (صفحہ ۲۵۲)

"قرآن کے شائع کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور شہروں میں پھرو اور اپنے ملکوں کی طرف میل مت کرو۔ اور انگریزی ولایتوں میں ایسے دل ہیں جو تمہاری مددوں کے انتظار کر رہے ہیں اور خدا نے تمہارے رنج اور ان کے رنج میں راحت لکھی ہے۔ تم اس شخص کی طرح چپ مت ہو جو دیکھ کر آنکھیں بند کر لے اور بلایا جائے اور پھر کنارہ کرے۔ کیا تم ان ملکوں میں ان بھائیوں کا رونا نہیں سنتے اور ان دوستوں کی آوازیں تمہیں نہیں پہنچتیں۔ کیا تم بیمار کی طرح ہو گئے اور تمہاری سستی اندرونی بیماری کی طرح ہو گئی اور اسلام کے اخلاق تم نے بھلا دئے اور تم نے آنحضرت ﷺ کی نرمی کو بھلا دیا اور تمہاری عادت تغیر صورت اور تغیر خوشبو ہو گئی اور تم نے مومنوں کا خلق بھلا دیا۔ اے لوگو قیدیوں کو چھڑانے کے لئے اور گمراہوں کی ہدایت کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور تلوار اور نیزوں پر افروختہ ہو کر مت گرو اور اپنے زمانہ کے ہتھیاروں اور اپنے وقت کی لڑائیوں کو پہچانو کیونکہ ہر ایک زمانہ کے لئے ایک الگ ہتھیار اور الگ لڑائی ہے۔ پس اس امر میں مت جھگڑو جو ظاہر ہے اور کچھ شک نہیں کہ ہمارا زمانہ دلیل اور برہان کے ہتھیاروں کا محتاج ہے۔ تیر اور کمان اور نیزہ کا محتاج ہے"۔

"پس تم علماء میں سے بعض کو مقرر کرو تا کہ واعظ بن کر انگریزی ملکوں کی طرف جائیں اور تا

(باقی صفحہ ۳۳ پر)

زائن (Zion) کانفرنس (شکاگو۔ امریکہ)

(میر غلام احمد نسیم ۔ امریکہ)

جماعت احمدیہ امریکہ نے ۱۱، ۱۲، ۱۳/ اگست ۲۰۰۷ء کو ایک بین الاقوامی کانفرنس قصبہ زائن میں منعقد کی ۔ یہ کانفرنس اس عظیم واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے انعقاد پذیر ہوئی جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعائے مباہلہ کے نتیجہ میں ۱۹۰۷ء میں ڈاکٹر الیگزانڈر ڈوئی کی عبرتناک موت کی صورت میں اس قصبہ میں وقوع پذیر ہو کر دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال گیا تھا۔ اس کے انعقاد کی ایک یہ بھی غرض تھی کہ اس دعائیہ مباہلہ کے نتائج سے دنیا کو آگاہ کیا جاسکے۔ کانفرنس کے انعقاد کی رپورٹ مقامی اخبارات نے وسیع پیمانہ پر شائع کی اور اس واقعہ کا جو ۱۹۰۷ء میں وقوع پذیر ہوا تھا تفصیل سے ذکر کیا۔ کانفرنس قصبہ زائن میں جمعہ کے روز بعد دوپہر شروع ہوئی۔ آغاز میں قصبہ کے بانی اور اس کے عبرتناک انجام اور اس کی باقیات کے تعارف سے ہوا۔ بعد ازاں کانفرنس کی مزید کارروائی کارتھیج کالج کی وسیع وعریض عمارت میں منتقل ہو گئی۔ دور دراز سے شامل ہونے والے مہمانوں کے قیام کا جماعت نے مختلف مقامات پر انتظام کیا ہوا تھا۔ ہفتہ کی صبح کانفرنس کالج کے ہال میں شروع ہوئی۔

قصبہ زائن

اس قصبہ کی بنیاد ڈاکٹر الیگزانڈر ڈوئی (Alexander Dowie) نے سن ۱۸۹۰ء کی دہائی میں رکھی۔ ڈوئی ۱۸۴۷ء میں سکاٹ لینڈ میں پیدا ہوا، اس کی فیملی ۱۸۶۰ء میں آسٹریلیا چلی گئی۔ اس نے عیسائی مذہب کی تعلیم حاصل کی اور ۱۸۸۸ء میں امریکہ آیا۔ ڈوئی عیسائیت کا پرجوش داعی تھا۔ امریکہ میں اسے بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ امریکہ کے مغربی ساحل پر کام کرتا رہا۔ لوگوں نے اس کے کام کو پسند کیا تو اس نے ۱۸۹۶ء میں کرسچین کیتھولک چرچ (Christian Catholic Church) کے نام سے ایک نئی بستی کی بنیاد رکھی اور اس بستی میں آباد ہونے والوں کے لئے خاص قواعد وضوابط وضع کئے اور گوناگوں شرائط مقرر کیں۔ یہ شرائط اور اصول کچھ اس قسم کے تھے کہ بعد کے مورخین نے اس قصبہ کو یوٹوپیا (City of Utopia) کے نام سے موسوم کرنا مناسب سمجھا۔ قصبہ کی بنیاد رکھتے ہی بہت سے معتقدین نے وہاں مکانات تعمیر کرنے شروع کر دئے۔ ڈوئی کی رہائش کے لئے معقول مکان تیار ہوا۔ دفتر وغیرہ کی تعمیر بھی عمل میں آگئی۔ پریس قائم ہوا، ڈوئی نے اپنے ماننے والوں کی مناسب حد تک کثرت اور اپنی شہرت کے پیش نظر ۲/ جون ۱۹۰۱ء کو پیغمبری کا دعویٰ کیا اور کہا کہ وہ الیاس (Elijah) کی روح اور طاقت کے ساتھ آیا ہے اور وہ ان کا تیسرا ظہور ہے۔ ڈوئی نے پیشگوئی کی کہ اس کے اس دعویٰ کے ۲۵ سال بعد مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ اس نے اس پر بس نہ کیا بلکہ دوسرے عیسائی فرقوں پر شدید حملے کئے اور دوسرے مذاہب خصوصاً اسلام کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے یہاں تک کہا کہ اسلام دنیا سے جلد ختم ہو جائے گا اور دنیا میں اس کا کوئی نام لیوا باقی نہیں رہے گا۔

زائن کانفرنس مقامی اخبارات کی نظر میں

اخبار نیوز سن (News Sun) ۱۲۔ ۱۳/ اگست ۲۰۰۷ء کی اشاعت کی نمایاں سرخی "امن اور رواداری پر توجہ" کے تحت رقمطراز ہے:

"زائن سو سال قبل عیسائی اور مسلم دعائیہ مقابلہ کا منظر پیش کر رہا ہے ۔ احمدیہ جماعت کے پیروکار سو سال بعد زائن میں جمع ہوئے ہیں۔ قریباً سو سال قبل ان کے مذہب پر ناروا حملے زائن کے بانی مذہبی رہنما نے کئے تھے۔ تفصیل ان حملوں کی اس طرح ہے کہ بیسویں صدی کے آغاز میں ڈاکٹر الیگزانڈر ڈوئی نے اسلام پر حملہ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر مسلمانوں نے عیسائیت قبول نہ کی تو وہ تباہ ہو جائیں گے۔

ڈوئی کے اس اعلان کی بازگشت انڈیا کے ایک غیر معروف گاؤں میں پہنچی۔ اس گاؤں میں حضرت مرزا غلام احمد بانی جماعت احمدیہ جو خود بھی مسیح کی آمد ثانی کے دعویدار تھے رہائش رکھتے تھے۔ حضرت احمد نے ڈوئی کو جو خود دعاؤں کے ذریعہ شفا وغیرہ کا قائل تھا اور جس نے زائن میں ایک یوٹوپیا (Utopia) قسم کی سوسائٹی کی بنیاد ڈال رکھی تھی، دعائیہ مقابلہ کی دعوت دی اور کہا کہ وہ دونوں یہ دعا کریں کہ ان میں سے جو جھوٹا ہو وہ پہلے فوت ہو جائے۔

ڈوئی نے اپنے رسالے "لیوز آف ہیلنگ" (Leaves of Healing) فروری ۱۹۰۳ء کے شمارے میں لکھا:

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اسلام صفحہ ہستی سے جلد نابود ہو جائے۔ اے خدا میری یہ دعا قبول فرما۔ اے خدا اسلام کو فنا کر دے"۔ ڈوئی ۱۹۰۷ء میں ۵۹ سال کی عمر میں ایک بیماری Diereplure میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا۔ (حضرت) احمد ایک سال بعد فوت ہوئے"۔

"حسن حکیم جو جماعت احمدیہ لیک کاؤنٹی کے صدر ہیں کے اندازے کے مطابق اس جلسہ میں تمام دنیا سے آنے والے شمولیت کریں گے۔ جماعت کا دعویٰ ہے کہ اس کے دس ملین ممبر ہیں جو تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ سو سال قبل ظاہر ہونے والے دعائیہ مقابلہ کی یاد میں یہ کانفرنس امن

اور رواداری کے فروغ کے لئے منعقد کی جارہی ہے۔

سینکڑوں احمدی جمعہ کے روز زائن میں دو روزہ بین المذاہب سمپوزیم کے لئے جمع ہونے شروع ہوئے تاکہ وہ غیر از جماعت افراد تک اپنا یہ پیغام پہنچا سکیں "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"۔ یہ سمپوزیم زائن شہر کی بنیاد کے سو سال پورے ہونے پر منعقد کیا جارہا ہے۔ جمعہ کے روز نیوز کانفرنس جماعت احمدیہ کے مرکز روٹ ۱۷۳، جبرائیل ایونیو پر منعقد ہوئی جس میں جماعت کے عہدیداروں نے اپنے مذہبی عقائد بیان کئے اور اسلام کے خلاف پھیلائی گئی جھوٹی باتوں کی تردید کی۔"

"مسلمان تمام پیغمبروں کی لائی ہوئی تعلیم کو مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک تمام بڑے مذاہب کے بانی خداتعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، کرشنا اور کنفیوشس وغیرہ۔ ان سب کی تعلیم میں دو بنیادی باتوں یعنی خدا پر ایمان اور برائی کو ترک کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اسلام میں رنگ و نسل کا کوئی فرق نہیں۔ کسی بھی مسجد میں چلے جائیں وہاں ہر رنگ و نسل کے لوگ اکٹھے عبادت کرتے ہوئے ملیں گے۔ گزشتہ مارچ میں عید کے موقع پر صدر امریکہ بل کلنٹن نے کہا کہ "ایک بات دنیا کے تمام لوگ اسلام سے سیکھ سکتے ہیں اور وہ یہ کہ دنیا کے تمام انسان برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر رنگ و نسل کی بنا پر فضیلت حاصل نہیں ...... مسلمانوں کے نزدیک اسلام تمام سچائیوں کا مجموعہ ہے اور دوسرے مذاہب کی تمام سچی باتوں پر مشتمل ہے۔ مثال کے طور پر مسلمان حضرت عیسیٰؑ کی بن باپ ولادت کے قائل ہیں لیکن جو تعلیم قرآن میں نہیں یا قرآنی تعلیمات کے مطابق نہیں اسے وہ تسلیم نہیں کرتے۔ وہ حضرت عیسیٰ کی صلیبی موت کے قائل نہیں۔ ان کے خیال میں وہ صلیب سے بیہوشی کی حالت میں اتار لئے گئے تھے اور پھر صحت ہونے پر لوگوں کے سامنے آئے............"۔

"حضرت احمد اسلام کی اخلاقی اور روحانی اقدار کی نشأۃ ثانیہ کے لئے مصروف رہے۔ احمدی راہنما کہتے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم سے مسلمانوں کا بھٹک جانا ایسے ہی ممکن ہے جیسے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا کام توحید کے ذریعہ تمام بنی نوع انسان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے۔ ایک امن پسند معاشرہ کی نمایاں خصوصیات عاجزی، محبت اور رواداری ہیں۔

سمپوزیم کارتھیج کالج میں منعقد ہوا جس میں ڈیوڈ پیٹ فیلڈ نے بھی حصہ لیا...... اور کہا کہ اسلام ملک (امریکہ) میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اسلامی مذہب کا آغاز عرب سے ہوا۔ حضرت محمدؐ نے ۶۱۰ء میں اسلام کا پیغام دنیا کو دیا۔ اور اب اسلام دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ ماہرین کے نزدیک دنیا کی آبادی کا آٹھواں حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد چھ سے دس ملین کے درمیان بتائی جاتی ہے جو امریکہ میں یہودیوں کی آبادی سے زیادہ ہے"۔

☆......☆......☆......☆

اخبار شکاگو ٹریبیون (Chicago Tribune) نے ۱۲؍اگست ۲۰۰۰ء کی اشاعت میں "۹۷ سال بعد مسلمان زائن میں واپس" کی جلی سرخی کے تحت کم و بیش ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ساتھ تصاویر بھی شائع کی ہیں۔

☆......☆......☆......☆

زائن کی اس تاریخی کانفرنس میں مختلف ممالک کے سولہ صد افراد نے شمولیت کی۔ ان میں سے پانچ صد کے لگ بھگ غیر مسلم تھے۔ حسن اتفاق سے ہمیں بھی اس تاریخی کانفرنس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ پاکستانی احمدی جو امریکہ کے مختلف حصوں میں مقیم ہیں بکثرت اس میں شامل ہوئے لیکن پاکستان سے صرف اس کانفرنس میں شمولیت کے لئے بھی بہت سے احباب پاکستان سے تشریف لائے تھے۔ اس موقعہ پر پاکستان سے آئے ہوئے جن احباب سے ملاقات ہوئی ان میں نمایاں مکرم مرزا مجیب احمد صاحب، مکرم مرزا انور احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امریکہ ہی میں قیام پذیر ہیں اور خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت امریکہ کے امیر ہیں۔ ان ہر چہار ہستیوں کو جو بانی سلسلہ احمدیہ کے پوتے ہیں کانفرنس میں دیکھ کر مجھے اس جستجو نے آلیا کہ آیا کوئی ڈوئی کی نسل سے بھی زائن میں موجود ہے یا نہیں۔ تلاش بسیار پر بھی کسی کا علم نہیں ہو سکا بلکہ واقفان حال نے یہ بتایا کہ ڈوئی کی زندگی میں ہی اس کے اہل وعیال اس سے الگ ہو گئے تھے اور اب اس کی نسل کہاں ہے اور ہے بھی یا نہیں، اس بارے میں کوئی علم نہیں۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کے چار پوتوں اور کثرت سے ان کی اگلی نسل کے افراد کی اس کانفرنس میں موجودگی حضور علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے کا نا قابل تردید ثبوت تھا اور ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بقیہ صفحہ ۱۳

کافروں پر شریعت کی حجت پوری کریں"۔

" اور جو شخص وعظ کے لئے انگریزی ملکوں میں خالصۃً للہ جائے گا۔ پس وہ برگزیدوں میں سے ہوگا اور اگر اس کو موت آ جائے گی تو وہ شہیدوں میں سے ہوگا"۔ ('نور الحق' روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۴۷،۲۴۸،۲۵۲)